مُعجزات یعنی ربّانی نشانوں کے پُورا ہونیکے

عملی ثبوت کے نمونے

منقول از کتاب

براہین احمدیہ حصّہ پنجم

مُصنّفہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

:- شائع کردہ :-

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

افسر

شعبہ دعوت و ارشاد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بار اوّل اپریل ۱۹۰۸ء اکیڈیمک پریس لاہور تعداد : ایک ہزار

www.aaiil.org

بابِ دوم

اُن نشانوں کے بیان میں جو بذریعہ اُن پیشگوئیوں کے ظاہر ہوئے جو آج سے پچیس برس پہلے براھینِ احمدیہ میں لکھ کر شائع کی گئی تھیں

مذہب اور معجزہ کی حقیقت نامی ٹریکٹ میں یہ بتلایا گیا تھا کہ معجزہ یعنی ربّانی نشان اسلام کا طغرۂ امتیاز ہے۔ اسکے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ نے ذیل میں اپنے وہ الہامات درج فرمائے ہیں جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں جو ۲۵ برس کے بعد پوری ہوئی ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"واضح ہو کہ براہینِ احمدیہ میری تالیفات میں سے وہ کتاب ہے* جو ۱۸۸۰ء میں یعنے ۱۲۹۷ھجری میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی تالیف کے زمانہ میں جیسا کہ خود کتاب سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک ایسی گمنامی کی حالت میں تھا کہ بہت کم لوگ ہوں گے جو میرے وجود سے بھی واقف ہوں گے غرض اس زمانہ میں میں اکیلا انسان تھا جسکے ساتھ کسی دوسرے کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اور میری زندگی ایک گوشۂ تنہائی میں گزرتی تھی۔ اور اسی پر میں راضی اور خوش تھا کہ ناگہاں عنایتِ ازلی سے مجھے یہ واقعہ پیش آیا کہ یکدفعہ شام کے قریب اسی مکان میں اور ٹھیک ٹھیک اسی جگہ کہ جہاں اب چند سطروں کے لکھنے کے وقت میرا قدم ہے مجھے خدائے تعالےٰ کی طرف سے کچھ خفیف سی غنودگی ہو کر یہ وحی ہوئی: یَا اَحمَدُ

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ ، مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔" یعنے اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھدی۔ جو کچھ تُو نے چلایا تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا وہ خدا ہے جسنے تجھے قرآن سکھلایا یعنے اسکے حقیقی معنوں پر تجھے اطلاع٭ دی تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ اور تیرے انکار کی وجہ سے ان پر حجت پُوری ہو جائے۔ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میں خدائے تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور میں وہ ہوں جو سب سے پہلے ایمان لایا۔

اس وحی کے نازل ہونے پر مجھے ایک طرف تو خدائے تعالےٰ کی بے نہایت عنایات کا شکر ادا کرنا پڑا کہ ایک میرے جیسے انسان کو جو کوئی بھی لیاقت اپنے اندر نہیں رکھتا اس عظیم الشان خدمت سے سرفراز فرمایا اور دُوسری طرف مجرد اس وحیٔ الٰہی کے مجھے یہ فکر دامنگیر ہوا کہ ہر ایک مامور کے لئے سنتِ الٰہیہ کے موافق جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ تا وہ اس کا ہاتھ بٹائیں اور اسکے مددگار ہوں۔ اور مال کا ہونا ضروری ہے تا دینی ضرورتوں میں جو پیش آتی ہیں خرچ ہو۔ اور سنت اللہ کے موافق اعداء کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور پھر اُن پر غلبہ بھی ضروری ہے۔ تا ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ اور اَمرِ دعوت میں تاثیر بھی ضروری ہے تا سچائی پر دلیل ہو اور تا اِس خدمتِ مفوضہ میں ناکامی نہ ہو۔

ان امور میں جبکہ تصوّر کیا گیا بڑی مشکلات کا سامنا نظر آیا اور بہت خوفناک حالت دکھائی دی

حاشیہ ٭ :- قرآن شریف کے لیئے تین تجلیات ہیں۔ وہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہؓ کے ذریعے سے اُس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے بہت سے اسکے پوشیدہ اسرار کھلے "وَلِکُلِّ اَمْرٍ وَقْتٌ مَّعْلُوْمٌ" اور جیسا کہ آسمان سے نازل ہوا تھا ویسا ہی آسمان تک اُس کا نُور پہنچا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں اسکے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہؓ کے وقت میں اسکے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اسکے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل

سو جبکہ میں نے اپنے تئیں دیکھا تو نہایت درجہ گمنام اور واحدٌ من الناس پایا۔ وجہ یہ کہ نہ تو میں کوئی خاندانی پیرزادہ اور کسی گدی سے تعلق رکھتا تھا تا میرے پر ان لوگوں کا اعتقاد ہو جاتا اور وہ میرے گرد جمع ہو جاتے جو میرے باپ دادے کے مرید تھے۔ اور کام سہل ہو جاتا۔ اور نہ میں کسی عالم فاضل کی نسل میں سے تھا تا صدہا آبائی شاگردوں کا میرے ساتھ تعلق ہوتا۔ اور نہ میں کسی عالم فاضل سے باقاعدہ تعلیم یافتہ اور سند یافتہ تھا تا مجھے اپنے سرمایۂ علمی پر ہی بھروسہ ہوتا اور نہ میں کسی جگہ کا بادشاہ یا نواب یا حاکم تھا تا میرے رعبِ حکومت سے ہزاروں لوگ میرے تابع ہو جاتے بلکہ میں ایک غریب ایک ویرانہ گاؤں کا رہنے والا اور بالکل اُن ممتاز لوگوں سے الگ تھا جو مرجع عالم ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔

غرض کسی قسم کی ایسی عزت اور شہرت اور ناموری مجھے حاصل نہ تھی جس پر میں نظر رکھ کر اس بات کو اپنے لئے سہل سمجھتا کہ یہ کام تبلیغِ دعوت کا مجھ سے ہو سکے گا۔ پس طبعاً یہ کام مجھے نہایت مشکل اور بظاہر صورت غیر ممکن اور محالات سے معلوم ہوا اور علاوہ اسکے اور مشکلات یہ معلوم ہوئے کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز اُمید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اسقدر بھی اُمید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانۂ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔ بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا۔ اور سب علماء متفق ہو کر درپے ایذا و بیخکنی ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بعد سیدنا جناب ختمی پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحی الٰہی پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بالکل غیر ممکن ہے کہ اب کسی سے مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیّہ ہو۔ اور اب قیامت تک امت مرحومہ اس قسم کے رحم سے بے نصیب کی گئی ہو کہ خدائے تعالےٰ ان کو اپنا ہمکلام کرکے ان کی معرفت میں ترقی بخشے اور براہ راست اپنی ہستی پر ان کو مطلع فرمائے۔ بلکہ وہ صرف تقلیدی طور پر گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں۔ اور شہودی طور پر ایک ذرّہ معرفت ان کو حاصل نہیں۔ ہاں اسقدر محض لغو طریق پر بعض کا انمیں یہ اعتقاد ہے کہ الہام تو نیک بندوں کو ہوتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ الہام رحمانی ہے یا شیطانی ہے لیکن ظاہر ہے کہ ایسا الہام جو شیطان کی طرف بھی منسوب ہو سکتا ہے۔ خدا کے ان انعامات میں شمار نہیں ہو سکتا۔ جو انسان کے

ایمان کو مفید ہو سکتے ہیں۔ بلکہ مشتبہ ہونا اور شیطانی کلام سے مشابہ ہونا اسکے ساتھ ایک ایسا لعنت کا داغ ہے۔ جو جہنم تک پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر خدا نے کسی بندہ کے لیئے صراط الذین انعمت علیہم کی دعا قبول کی ہے اور اسکو منعمین میں داخل فرمایا ہے تو ضرور اپنے وعدہ کے مطابق اس روحانی انعام سے حصہ دیا ہے۔ جو یقینی طور پر مکالمہ و مخاطبۂ الٰہیہ ہے۔

غرض یہی وہ امر تھا کہ اس اندھی دنیا میں قوم کے لیئے ایک جوش اور غضب دکھلانے کا محل تھا پس میرے جیسے بیکس تنہا کیلئے ان تمام امور کا جمع ہونا بظاہر ناکامی کی ایک علامت تھی* بلکہ ایک سخت ناکامی کا سامنا تھا۔ کیونکہ کوئی پہلو بھی درست نہ تھا۔ اول مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ سو اس وحی الٰہی کے وقت تمام ملکیت ہماری تباہ ہو چکی تھی اور ایک بھی ایسا آدمی ساتھ نہ تھا جو مالی مدد کر سکتا۔ دوسرے میں کسی ایسے ممتاز خاندان میں سے نہیں تھا جو کسی پر میرا اثر پڑ سکتا۔ ہر ایک طرف سے بال و پر ٹوٹے ہوئے تھے پس جس قدر مجھے اس وحی الٰہی کے بعد سرگردانی ہوئی وہ میرے لئے ایک طبعی امر تھا۔ اور میں اس بات کا محتاج تھا کہ میری زندگی کو قائم رکھنے کے لیئے خدائے تعالیٰ عظیم الشان وعدوں سے مجھے تسلی دیتا تا میں غموں کے ہجوم سے ہلاک نہ ہو جاتا۔ پس میں کس منہ سے خداوند کریم و قدیر کا شکر کروں کہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور میری بیکسی اور نہایت بیقراری کے وقت میں مجھے مبشرانہ پیشگوئیوں کے ساتھ تھام لیا۔ اور پھر بعد اسکے اپنے تمام وعدوں کو پورا کیا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں بغیر سبقت پیشگوئیوں کے پوری ہی طور میں آتیں تو بخت اور اتفاق پر حمل کی جاتیں۔ لیکن اب وہ ایسے خارق عادت نشان ہیں کہ ان سے وہی انکار کرے گا جو شیطانی خصلت اپنے اندر رکھتا ہوگا۔

---

* حاشیہ: میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ اسی کی نسبت میری گھبراہٹ ظاہر کرنے کیلئے یہ الہام ہوا تھا۔ "فاجاءہ المخاض الی جذع النخلۃ قال یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا" مخاض سے مراد اس جگہ وہ امور ہیں جن سے خوفناک نتائج پیدا ہوتے ہیں اور جذع النخلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی اولاد مگر صرف نام کے مسلمان ہیں۔ با محاورہ ترجمہ یہ ہے کہ درد انگیز دعوت جس کا نتیجہ قوم کا جانی دشمن ہو جانا تھا اس مامور کو قوم کے لوگوں کی طرف لائی جو کھجور کی خشک شاخ یا جڑ کی مانند ہیں تب اس نے خوف کھا کر کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتا اور بھولا بسرا ہو جاتا۔ منہ

اور پھر اس کے بعد خدا نے اپنے ان تمام وعدوں کو پورا کیا جو ایک زمانہ دراز پہلے پیشگوئیوں کے طور پر کیے تھے۔ اور طرح طرح کی تائیدیں اور طرح طرح کی نصرتیں کیں۔ اور جن مشکلات کے تصور سے قریب تھا کہ میری کمر ٹوٹ جائے اور جن غموں کی وجہ سے مجھے خوف تھا کہ میں ہلاک ہو جاؤں ان تمام مشکلات اور تمام غموں کو دور فرمایا۔ اور جیسا کہ وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں لایا۔ اگرچہ وہ بغیر سبقت پیشگوئیوں کے بھی میری نصرت اور تائید کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ ایسے زمانہ اور ایسی نومیدی کے وقت میں میری تائید اور نصرت کے لیے پیشگوئیاں فرمائیں کہ وہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ سے مشابہ تھا جبکہ آپ مکہ معظمہ کی گلیوں میں اکیلے پھرتے تھے۔ اور کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اور کوئی صورت کامیابی کی ظاہر نہیں تھی۔ اسی طرح وہ پیشگوئیاں جو میرے گمنامی کے زمانہ میں کی گئیں اس زمانہ کی نگاہ میں ہنسی کے لائق اور دور از قیاس تھیں۔ اور ایک دیوانہ کی بڑ سے مشابہ تھیں۔ کس کو معلوم تھا کہ جیسا کہ ان پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا گیا ہے سچ مچ کسی زمانہ میں ہزارہا انسان میرے پاس قادیان میں آئیں گے۔ اور کئی لاکھ انسان میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور میں اکیلا نہیں رہوں گا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں اکیلا تھا اور خدا نے گمنامی اور تنہائی کے زمانہ میں یہ خبریں دیں تا وہ ایک دانشمند اور طالب حق کی نظر میں عظیم الشان نشان ہوں اور تا سچائی کے ڈھونڈنے والے یقین دل سے سمجھ لیں کہ یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں ہے۔ اور نہ ممکن ہے کہ انسان کی طرف سے ہو۔ اس زمانہ میں کہ میں ایک گمنام اور اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ تا ساری لوگ اس پر جمع ہو جائیں گے۔ ایسے وقت میں اور ایسی حالت میں کون انسان ایسی پیشگوئیاں کر سکتا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے ۲۵ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

اذا جاء نصر الله والفتح وانتهٰی امر الزمان الینا الیس هٰذا بالحق

حاشیہ — اصل میں بہت سی پیشگوئیاں براہین احمدیہ کی ایسی ہیں جن پر آج ۳۰ سال کی مدت گزر چکی ہے لیکن ۲۵ سال براہین احمدیہ میں لکھے جانے کی تاریخ ہے نہ اصل زمانہ پیشگوئی کا۔ منہ

ولا تیأس من روح اللہ الا ان روح اللہ قریب۔ الا ان نصر اللہ قریب یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ ینصرک اللہ من عندہ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء انک باعیننا یرفع اللہ ذکرک، ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً۔ وبشر الذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم واتل علیھم ما اوحی الیک من ربک ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اصحاب الصفۃ وما ادرٰک ما اصحاب الصفۃ۔ تری اعینھم تفیض من الدمع۔ یصلون علیک ربنا اننا سمعنا منادیاً ینادی للایمان۔ اطلُوا دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱ سے ۲۴۲ تک

ترجمہ:۔ جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا اسوقت کہا جائیگا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا۔ اور خدا کی رحمت سے نومیدمت ہو۔ یعنے یہ خیال مت کر کہ میں تو ایک گمنام اور اکیلا اور واحد من الناس آدمی ہوں۔ یہ کیونکر ہوگا کہ میرے ساتھ ایک دنیا جمع ہوجائیگی کیونکہ خدا ارادہ کرچکا ہے۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور اُس کی مدد قریب ہے اور جن راہوں سے وہ مالی مدد آئیگی اور ارادت کے خطوط آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی۔ اور گہری ہوجائیں گی۔ یعنے بکثرت ہر ایک قسم کا مال آئے گا۔ اور دور دور سے آئے گا۔ اور دور دور سے مریدانہ خطوط آئیں گے۔ اور نیز اسقدر لوگ کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پہ چلیں گے ان راہوں میں گڑھے پڑجائیں گے خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود آسمان سے الہام کریں گے۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تیرے ذکر کو خدا اونچا کرے گا۔ اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کردے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت چلا آتا ہے۔ کہ تیری مدد کی جائے گی۔ اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائے گی اور تو اُس سے کیوں تعجب کرتا ہے۔ کہ خدا ایسا کرے گا۔ کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض

معدوم تھا۔ اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے اور یہ وعدے پورے کر کے دکھلا دے۔ اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے۔ سو انکو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بد خلقی نہ کرے۔ اور تجھے لازم ہے کہ تو ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آکر آباد ہوں گے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے۔ جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہوں گی:

ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہونگے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔ سو ہم اول صفائی بیان کے لیے ان پیشگوئیوں کے اقسام بیان کرتے ہیں۔ بعد اس کے ثبوت دیں گے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں۔ اور در حقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں۔ اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔

پیشگوئیوں کے اقسام میں سے اوّل وہ پیشگوئی ہے جسکی طرف وحی الٰہی وانتظے امر الزمان الینا میں اشارہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مخالف لوگوں سے ہمارا جنگ ہوگا۔ مخالف چاہیں گے کہ اس سلسلہ میں ناکامی رہے اور لوگ اسطرف رجوع نہ کریں۔ اور نہ قبول کریں۔ پر ہم چاہیں گے کہ لوگ رجوع کریں۔ آخر ہمارا ہی ارادہ پورا ہوگا اور لوگوں کا اس طرف رجوع ہو جائے گا۔ اور وہ قبول کرتے جائینگے۔ (۲) دوسری پیشگوئیوں میں یہ خبر دی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ دور دور سے مالی امداد بھیجی

جائیگی اور دُور دُور سے خطوط آئیں گے۔ اور اس قدر لوا نزا اور کثرت سے مالی مدد پہونچے گی کہ جن راہوں سے وہ مالی مدد آئے گی وہ سڑکیں گہری ہو جائیں گی۔ (۳) تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اسقدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قادیان میں آئیں گے کہ جن راہوں سے وہ آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی۔ (۴) چوتھی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لیے کوشش کریں گے۔ مگر ہم تیرے محافظ رہیں گے (۵) پانچویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں دنیا میں تجھے شہرت دوں گا۔ اور تو دور دور تک مشہور ہو جائے گا۔ اور تیری مدد کی جائے گی۔ (۶) چھٹی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اسقدر کثرت سے لوگ آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے۔ یا باعث کثرت ازدہام ان سے تو بدخلقی کرے (۷) ساتویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ بہت سے لوگ اپنے اپنے وطنوں سے تیرے پاس قادیان میں ہجرت کر کے آئیں گے۔ اور تمہارے گھروں کے کسی حصہ میں رہیں گے۔ وہ اصحاب صفہ کہلائیں گے۔

یہ سات پیشگوئیاں ہیں جن کی خبران کلمات وحی الٰہی میں دی گئی ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ ساتوں پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ کیونکہ علماء اور پیرزادوں نے کفر کے فتوے تیار کر کے اور طرح طرح کے منصوبے تراش کر کے ناخنوں تک زور لگایا کہ تا میری طرف کوئی رجوع نہ کرے۔ اور حیا کو بالائے طاق رکھ کر خدا تعالےٰ سے جنگ کیا اور کوئی دقیقہ مکر اور فریب اور دھوکہ دینے کا اٹھا نہ رکھا اور بعض نے میری نسبت جھوٹی مخبریاں کیں تا کسی طرح گورنمنٹ کو ہی افروختہ کریں اور بعض نے جاہل مسلمانوں کو افروختہ کیا تا وہ دکھ دیتے رہیں۔ مگر آخر کار وہ سب نامراد رہے اور پودہ زمین میں مخفی نہ رہ سکا اور ایک جماعت کی صورت پیدا ہو گئی۔ جسکے ثابت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ بدیہی امر ہے۔ پھر دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ ہر طرف سے مالی امداد آئے گی۔ یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اسکے ثبوت کے لئے ڈاک خانہ جات کے رجسٹر کافی ہیں۔ اور پھر تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اسقدر کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن

اور خاص وقتوں کے مجموں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اسکی تعداد پہنچتی ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کو محکمہ پولس کے وہ ملازم خوب جانتے ہیں جنکو اس طرف خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اور نیز قادیان کے تمام لوگ جانتے ہیں اور پھر چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ خدا فرماتا ہے کہ لوگوں کے حملوں سے ہم بچائیں گے اور تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے سو اس کا ظہور بھی ہو چکا۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمے میں یہ ارادہ کیا گیا تھا کہ میں پھانسی دیا جاؤں۔ اور کرم دین جس نے ناحق بے موجب مجھ پر فوجداری مقدمے کیے اس کا بھی یہی ارادہ تھا کہ میں کسی طرح سخت قید کی سزا پاؤں۔ اور وہ اس مقدمہ بازی میں اکیلا نہ تھا بلکہ کئی مولوی اور حاسد دنیا دار اسکے ساتھ شریک تھے اور اسکے لیے چندے ہوتے تھے۔ سو خدا نے مجھے بچالیا۔ اور اپنی پیشگوئیوں کو سچا کر کے دکھلا دیا۔ پھر پانچویں پیشگوئی یہ تھی کہ خدا دنیا میں عزت کے ساتھ تجھے شہرت دے گا۔ سو اس کا پورا ہونا محتاج بیان نہیں۔ چھٹی پیشگوئی یہ تھی کہ اسقدر لوگ آئیں گے کہ عنقریب ہے کہ تو ان کی ملاقات سے تھک جائے۔ یا کثرت مہانداری کی وجہ سے بد خلقی کرے سو اس پیشگوئی کا وقوع نہایت ظاہر ہے۔ اور جن لوگوں کو قادیان میں آنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے وہ کثرت آمد مہمانوں کو دیکھ کر گواہی دے سکتے ہیں کہ واقعی بعض اوقات اس کثرت سے مہمان جمع ہوتے ہیں اور اس کثرت سے ملاقاتوں کی کشمکش ہوتی ہے۔ کہ اگر یہ وصیت ہر وقت ملحوظ نہ ہوتی تو ممکن ہو کہ ضعف بشریت بد خلقی کی طرف مائل کر دیوے۔ یا مہانداری میں فتور پیدا ہو جائے۔ سب کے ساتھ خوش خلقی سے مصافحہ کرنا اور باوجود صدہا لوگوں کے اجتماع کے ہر ایک کے ساتھ پورے اخلاق سے پیش آنا بجز خدا کی مدد کے ہر ایک کا کام نہیں۔ ساتویں پیشگوئی ان اصحاب الصفہ کی نسبت ہے جو ہجرت کر کے قادیان میں آ گئے۔ سو جس کا جی چاہے آکر دیکھ لے۔

یہ سات قسم کے نشان ہیں جن میں سے ہر ایک نشان ہزار ہا نشانوں کا جامع ہے۔ مثلاً یہ پیشگوئی کہ یاتیک من کل فج عمیق جسکے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک جگہ سے اور دور دراز ملکوں سے نقد اور جنس کی امداد آئیگی اور خطوط بھی آئیں گے۔ اب اس صورت میں ہر ایک جگہ سے جواب تک کوئی روپیہ آتا ہے۔ یا پارچات اور دوسرے ہدیے آتے ہیں۔ یہ سب بجائے خود ایک ایک نشان ہیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں ان تمام باتوں کی خبر دی گئی تھی جبکہ انسانی عقل اس کثرت مدد کو دور از قیاس و محال سمجھتی تھی۔ ایسا ہی یہ دوسری

پیشگوئی یعنے یاتون من کل فج عمیق جسکے یہ معنے ہیں کہ دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی جن پر وہ چلیں گے۔ اس زمانہ میں وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ چنانچہ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آ چکے ہیں۔ اور اگر خطوط بھی اسکے ساتھ شامل کئے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی۔ تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔ مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کرکے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں۔ بے حیا انسان کی زبان کو قابو میں لانا تو کسی نبی کے لیے ممکن نہیں ہوا۔ لیکن وہ لوگ جو حق کے طالب ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے گمنامی کے زمانہ میں جسکو قریباً ۲۵ برس گذر گئے جبکہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور کسی قسم کی شہرت نہ رکھتا تھا اور کسی بزرگ خاندان پیرزادگی سے نہ تھا۔ تا رجوع خلائق سہل ہوتا اسقدر کھلے طور پر آئندہ زمانہ کے عروج اور ترقیات کی خبر دینا اور پھر ان چیزوں کا اسیطرح بعد زمانہ دراز وقوع میں آجانا کیا کسی انسان سے ہوسکتا ہے اور کیا ممکن ہے کہ کوئی کذاب اور مفتری ایسا کرسکے میں باور نہیں کرسکتا کہ جو شخص پہلے انصاف کی نظر سے اس زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے جبکہ براہین احمدیہ تالیف کی گئی تھی۔ اور ابھی شایع بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور ایک جوڈیشل تحقیقات کیطور سے خود موقع پر آکر دریافت کرے۔ کہ اس زمانہ میں مَیں کیا چیز تھا اور کسقدر خمول اور گمنامی کے زاویہ میں پڑا ہوا تھا اور کیسے بہجر راہ اور مخذول کیطرح لوگوں کے تعلقات سے الگ تھا اور پھر ان پیشگوئیوں کو جو حال کے زمانہ میں پوری ہوگئیں غور سے دیکھے اور تدبر سے ان پر نظر ڈالے تو اسکو ان پیشگوئیوں کی سچائی پر ایسا یقین آجائے گا کہ گویا دن چڑھ جائے گا۔ مگر بخل اور تعصب اور نفسانی کبر اور رعونت کی حالت میں کسی کو کیا غرض جو اسقدر محنت اٹھائے۔ بلکہ وہ تو تکذیب کی راہ کو اختیار کرے گا۔ جو بہت سہل کام ہے۔ اور کوشش کرے گا۔ جو کسی طرح ان نشانوں کے قبول کرنے سے محروم رہے۔

یہ پیشگوئیاں جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں صرف براہین احمدیہ کے اسی مقام میں مسطور نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے تاکید کے طور پر اور اس اظہار کی غرض سے کہ یہ ارادہ آسمان پر قرار پا چکا ہے جابجا دو بارہ سہ بارہ براہین احمدیہ کے مختلف مقامات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض اور پیشگوئیاں

بھی بیان فرمائی ہیں جو ان سے الگ ہیں۔ چنانچہ ہم حق کے طالبوں کو پورے طور پر سیراب کرنیکے لیے وہ پیشگوئیاں بھی اس جگہ لکھ دیتے ہیں اور یاد رہے کہ اس جگہ صرف اسی قدر معجزہ نہیں کہ وہ پیشگوئیاں باوجود اہل عناد کی سخت مخالفت کے ایک مدت دراز کے بعد پوری ہوگئیں۔ بلکہ ساتھ اس کے یہ بھی معجزہ ہے کہ جیساکہ ابتداء میں یہ وحی الہٰی مجھے ہوئی تھی کہ جو اس رسالہ میں درج ہو چکی ہے۔ یعنے یہ کہ یا احمد بارک اللہ فیک جسکے معنے ہیں کہ اے احمد خدا تیری عمر اور کام میں برکت دے گا۔ ایسا ہی خدا نے مجھے موت سے محفوظ رکھا یہاں تک کہ وہ تمام پیشگوئیاں پوری کرکے دکھلا دیں۔ اور باوجود ان تمام عوارض اور امراض کے جو مجھے لگے ہوئے ہیں جو دو زرد چادروں کی طرح ایک اوپر کے حصے میں اور ایک نیچے کے بدن کے حصے میں شامل حال ہیں۔ جیساکہ مسیح موعود کے لیئے اخبار صحیحہ میں یہ علامت قرار دی گئی ہے مگر پھر بھی خدائے تعالٰے نے اپنے فضل سے جیساکہ وعدہ کیا تھا میری عمر میں برکت دی۔ بڑی بڑی بیماریوں سے میں جاں بر ہوگیا۔ اور کئی دشمن بھی منصوبے کرتے رہے کہ کسی طرح میں کسی پیچ میں پڑکر اس دارِ دنیا سے رخصت ہو جاؤں مگر وہ اپنے مکروں میں نامراد رہے اور میرے خدا کا ہاتھ میرے ساتھ رہا۔ اور اس کی پاک وحی جس پر میں ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیساکہ خداتعالٰے کی تمام کتابوں پر مجھے ہر روز تسلی دیتی رہی۔ سو یہ خدا کے نشان ہیں جن کے دیکھنے سے اس کا چہرہ نظر آتا ہے مبارک وہ جو ان پر غور کریں اور خدا کے ساتھ لڑنے سے ڈریں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو خود تباہ ہو جاتا۔ اور اس کا یوں خاتمہ ہو جاتا جیساکہ ایک کاغذ لپیٹ دیا جائے۔ پر یہ سب کچھ اسی خدا کی طرف سے ہے۔ جس نے آسمان بنائے اور زمین کو پیدا کیا۔ کیا انسان کو حق پہونچتا ہے کہ اس پر اعتراض کرے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اور ایسا کیوں نہ کیا۔ اور کیا وہ ایسا ہے کہ اپنے کاموں سے پوچھا جائے۔ کیا انسان کا علم اسکے علم سے بڑھ کر ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ نزولِ مسیح کی پیشگوئی کے کیا معنے تھے؟

اب ذیل میں وہ پیشگوئیاں لکھی جاتی ہیں جو پہلی پیشگوئیوں کی تاکید اور تائید کے لیے فرمائی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

بورکت یا احمد وکان مابارک اللہ فیک حقاً فیک۔ شانک عجیب۔ واجرک

قریب ۔ الارض والسماء معک کما ھو معی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک ۔ وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم ۔ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ ۔ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۶ سے صفحہ ۴۹۶ تک) ترجمہ: اے احمد تجھے برکت دی گئی ۔ اور یہ برکت تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر قریب ہے۔ یعنے وہ تمام وعدے جو کئے گئے وہ جلد پورے ہوں گے۔ چنانچہ پورے ہو گئے ۔ اور پھر فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ بہت سی قبولیت ظاہر ہوگی ۔ اور زمین کے لوگ رجوع کریں گے ۔ اور آسمانی فرشتے ساتھ ہوں گے جیسا کہ آجکل ظہور میں آیا۔ پھر فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو بہت برکتوں والا اور بہت بلند ہے اُسنے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا۔ اور اب سے سلسلہ تجھ سے شروع ہوگا۔ اور دنیا میں تیری نسل پھیلے گی۔ اور قوموں میں تیری شہرت ہو جائے گی۔ اور خاندان کی عمارت کا پہلا پتھر تو ہوگا۔ خدا ایسا نہیں ہے کہ تجھے چھوڑ دے ۔ جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلائے ۔ اور خدا اپنی ہر ایک بات پر غالب ہے۔ مگر اکثر لوگ خدائی طاقت سے بے خبر ہیں ان پیشگوئیوں میں بہت سی نسل کا وعدہ دیا جیسا کہ حضرت ابراہیم کو دیا تھا۔ چنانچہ اس وعدہ کی بنا پر مجھے یہ چار بیٹے دیئے ۔ جو اب موجود ہیں۔ اور ان پیشگوئیوں کو کہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لوں ۔ اسی زمانہ میں ظاہر کر دیا۔ چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ باوجود تمہاری سخت مخالفت اور مخالفانہ دعاؤں کے اس نے مجھے نہیں چھوڑا ۔ اور ہر میدان میں وہ میرا حامی رہا۔ ہر ایک پتھر جو میرے پر چلایا گیا اُس نے اپنے ہاتھوں پر لیا ۔ ہر ایک تیر جو مجھے مارا گیا اس نے وہی تیر دشمنوں کی طرف لوٹا دیا ۔ میں بیکس تھا اُس نے مجھے پناہ دی ۔ میں اکیلا تھا اس نے مجھے اپنے دامن میں لے لیا ۔

میں کچھ بھی چیز نہ تھا اُس نے مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی۔ اور لاکھوں انسانوں کو میرا ارادت مند کر دیا پھر وہ اُسی مقدس وحی میں فرماتا ہے کہ جب میری مدد تمہیں پہنچے گی اور میرے منہ کی باتیں پوری ہو جائیں گی یعنے خلق اللہ کا رجوع ہو جائے گا۔ اور مالی نصرتیں ظہور میں آئیں گی۔ تب منکروں کو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا وہ باتیں پوری نہیں ہو گئیں جن کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔ چنانچہ آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں۔ اِس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ خدا نے اپنے عہد کو یاد کر کے لاکھوں انسانوں کو میری طرف رجوع دے دیا۔ اور وہ مالی نصرتیں کیں جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ پس اے مخالفو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ ذرہ سوچو کہ کیا یہ انسانی مکر ہو سکتے ہیں۔ یہ وعدے تو براہین احمدیہ کی تصنیف کے زمانہ میں کئے گئے تھے جبکہ قوم کے سامنے ان کا ذکر کرنا بھی ہنسی کے لائق تھا۔ اور میری حیثیت کا اسقدر بھی وزن نہ تھا جیسا کہ رائی کے دانہ کا وزن ہوتا ہے۔ تم میں سے کون ہے کہ جو مجھے اس بیان میں ملزم کر سکتا ہے۔ تم میں سے کون ہے کہ یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس وقت بھی ان ہزار ہا لوگوں میں سے کوئی میری طرف رجوع رکھتا تھا۔ میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی۔ اور میں اسکے پروف دیکھنے کے لیئے اور کتاب کے چھپوانے کے لئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا۔ اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے اور نہ مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابلِ تعظیم رکھتا تھا۔ میری اس حالت کے قادیان کے آریہ بھی گواہ ہیں جن میں سے ایک شخص شرمپت نام اب تک قادیان میں موجود ہے۔ جو بعض دفعہ میرے ساتھ امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس مطبع میں گیا تھا۔ جسکے مطبع میں میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی۔ اور تمام یہ پیشگوئیاں اُسی کا کاتب لکھتا تھا۔ اور وہ پادری خود حیرانی سے پیشگوئیوں کو پڑھ کر باتیں کرتا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایسے معمولی انسان کی طرف دنیا کا رجوع ہو جائے گا۔ پر چونکہ وہ باتیں خدا کی طرف سے تھیں اسلیئے وہ اپنے وقت میں پوری ہو گئیں۔ اور پوری ہو رہی ہیں۔ ایک وقت میں انسانی آنکھ نے اُن سے تعجب کیا۔ اور دُوسرے وقت میں دیکھ بھی لیا۔ پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ

فرماتا ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا ایک خلیفہ قائم کروں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ اس وحی الہٰی میں میرا نام آدم رکھا گیا۔ کیونکہ انسانی نسل کے خراب ہو جانے کے زمانہ میں میں پیدا کیا گیا۔ گویا ایسے زمانہ میں جبکہ زمین انسانوں سے خالی تھی۔ اور جیسا کہ آدم توام پیدا کیا گیا میں بھی توام ہی پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی۔ جو مجھ سے پہلے پیدا ہوئی اور میں بعد میں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب میرے پر کامل انسانیت کے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اور نیز میرا نام آدم رکھنے میں اور بھی ایک اشارہ تھا۔ جو اس دوسرے الہام میں یعنے اس وحی الہٰی میں جو قرآنی عبارت میں مجھ کو ہوئی اسکی تفصیل ہے اور وہ یہ ہے:۔ قال انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا أتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ یعنے میری نسبت خدا نے میرے ہی ذریعہ سے براہین احمدیہ میں خبر دی کہ میں آدم کے رنگ پر ایک خلیفہ پیدا کرتا ہوں۔ تب اس خبر کو سن کر بعض مخالفوں نے میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے برخلاف پاکر اپنے دلوں میں کہا کہ یا الہٰی کیا تو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائیگا۔ کہ جو ایک مفسد آدمی ہے۔ جو ناحق قوم میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ اور علماء کے مسلمات سے باہر جاتا ہے۔ تب خدا نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے کہ جو مجھ پر نازل ہوا۔ اور درحقیقت میرے اور خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو قابل بیان نہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ پس یہی معنے ہیں اس وحی الہٰی کے کہ قال انی اعلم ما لا تعلمون

پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خداتعالے فرماتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے نزدیک ہوا اور میرا قرب کامل اس نے پایا۔ اور پھر بعد اس کے ہمدردی خلائق کے لئے ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھ میں اور مخلوق میں ایک واسطہ ہو گیا۔ جیسا کہ دو قوسوں میں وتر ہو اور اس لئے کہ وہ اس درمیانی مقام پر ہے۔ وہ دین کو از سر نو زندہ کریگا۔ اور شریعت کو قائم کرے گا۔ یعنے بعض غلطیاں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں۔ اور ناحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان غلطیوں کو منسوب کیا جاتا ہے۔ ان سب غلطیوں کو ایک حَکَم کے منصب پر ہو کر دور کرے گا۔ اور شریعت کو جیسا کہ ابتدا میں سیدھی تھی سیدھی کرکے

دکھلا دے گا۔

پھر انہیں پیشگوئیوں کے بارے میں براہین احمدیہ میں اور بھی الہام ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ نصرت وقالوا الات حین مناص ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ واعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا ومن کان للہ کان اللہ لہ۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید۔ یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی۔ اکان للناس عجبا۔ قل ھو اللہ عجیب۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون وقالوا انی لک ھذا ان ھذا الا اختلاق قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یظل ربک علیک ویغیثک ویرحمک۔ وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ۔ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس۔ و اذ یمکر بک الذی کفر* اوقد لی یا ھامان۔ تبت یدا ابی لھب وتب ماکان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا وما اصابک فمن اللہ۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبا جما عطاء غیر مجذوذ شاتان تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ عسٰی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ دیکھو صفحہ ۴۹۷ سے ۵۱۱ تک براہین احمدیہ جلد چہارم۔

ترجمہ:۔ تجھے مدد دی جائے گی اور نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی۔ اور ایسی نصرت ہوگی کہ حقیقت راستی کھل جائے گی۔ تب مخالف لوگ کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وہ کہیں گے

---

*حاشیہ:۔ یہ لفظ کفّر اور کفر دونوں قراءتیں ہیں۔ کیونکہ کافر کہنے والا بہرحال منکر بھی ہوگا۔ اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے۔ وہ بہرحال کافر ٹھہرائے گا۔ اور ہامان کا لفظ ہیمان کے لفظ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور ہیمان اسکو کہتے ہیں۔ جو کسی وادی میں اکیلا سرگرداں پھرے۔ منہ

کہ ہم ایک بھاری جماعت ہیں. جو انتقام لے سکتے ہیں. پر عنقریب وہ بھاگ جائیں گے اور منہ پھیر لیں گے. خدا کے نشان کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ مکر ہے جو بہت پختہ ہے* تو ان کو کہہ دے کہ اگر خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے اور یقیناً سمجھو کہ خدا اس زمین کو یعنے اس زمین کے رہنے والوں کو جو مر چکے ہیں پھر زندہ کریگا یعنے بہت سے لوگ ہدایت پائیں گے اور ایک روحانی انقلاب پیدا ہوگا. اور بہت سے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے. اور جو خدا کا ہو خدا اس کے لیئے ہو جاتا ہے. ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو میں نے ایک سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے. جس کی سزا مجھے ملے گی یعنی مفتری اسی دنیا میں سزا پاتا ہے. اور سرسبز نہیں ہوتا. اور اس کا تمام ساختہ پرداختہ آخر بگڑ جاتا ہے. مگر صادق کامیاب ہو جاتا ہے. اور صدق کی جڑ پاتال میں ہے. پھر فرمایا کہ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے. میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا یعنے تو صادق ہے اور میری طرف سے ہے اس لیئے میں تجھے لوگوں میں بہت وجاہت اور بزرگی بخشوں گا. اور یہ کام خاص میرے ہاتھ سے ہوگا. نہ کسی اور کے ہاتھ سے. لہٰذا اس کام کو کوئی بھی زائل نہیں کر سکے گا. یہ آئیندہ زمانہ کے لیئے ایک پیشگوئی تھی. جو اب پوری ہو گئی. اور پھر فرماتا ہے. کہ کیا لوگوں کو اس بات سے تعجب ہے اور خیال کرتے ہیں کہ ایسا کیونکر ہوگا. تو تو ان کو جواب دے کہ عجائب دکھلانا خدا کا کام ہے. وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں. اور کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ تجھے کیونکر ملے گا. یہ تو تیری اپنی بناوٹ معلوم ہوتی ہے. کہہ نہیں یہ وعدے خدا کی طرف سے ہیں. اور پھر ان کو ان کے لہو و لعب میں چھوڑ دے. یعنے جو بدگمانی

---

*حاشیہ:- یہ آیت یعنی وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر. قرآن شریف کے اس مقام کی ہے جہاں معجزہ شق القمر کا ذکر ہے پس ایسی آیت کو اس موقعہ پر ذکر کرنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اسجگہ بھی کوئی قمری نشان ظاہر ہوگا پس وہ نشان عجیب طور کا خسوف قمر تھا جو رمضان کے مہینہ میں ظہور میں آیا. بعض علماء لکھتے ہیں کہ معجزہ شق القمر بھی ایک قسم کا خسوف ہی تھا. منہ

کر رہے ہیں کرتے رہیں۔ آخر دیکھ لیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں یا انسان کی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں اور اپنے ظلم کو نہیں چھوڑتے ان کے بارے میں مجھ سے ہمکلام نہ ہو کہ میں ان کو غرق کروں گا۔ یہ ایک نہایت خوفناک پیشگوئی ہے۔ جو غرق کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ نہ معلوم کس طور سے غرق کیا جائیگا آیا نوح کی قوم کی طرح یا لوط کی قوم کی طرح جو شدید زلزلے سے زمین میں غرق کیے گئے تھے۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تیرے پر تیرا رب اپنا سایہ ڈالے گا اور تیری فریاد سنے گا۔ اور تیرے پر رحم کریگا اور اگرچہ لوگ تجھے بچانا نہ چاہیں مگر خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور بچائے گا۔ اگرچہ لوگ پھنسانے کا ارادہ کریں۔ یہ پیشگوئی ان مقدمات کی نسبت ہے جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اور کرم دین وغیرہ کی طرف سے بصیغہ فوجداری میرے پر ہوئے تھے۔ اور لیکھرام کے قتل ہونے کے وقت بھی میرے پھنسانے کے لیئے کوشش کی گئی تھی۔ اور ان مقدمات میں ارادہ کیا گیا تھا کہ مجھے پھانسی دی جائے یا قید میں ڈالا جائے۔ سو خدائے تعالےٰ اس پیشگوئی میں فرماتا ہے کہ میں انکو اُن کے ارادوں میں نامراد رکھوں گا۔ اور ان کے حملوں سے میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔ چنانچہ چوبیس برس کے بعد وہ سب پیشگوئیاں پوری ہوگئیں۔ اور پھر فرماتا ہے کہ اس مکر کرنے والے کے مکر کو یاد کر جو تجھے کافر ٹھہرائے گا۔ اور تیرے دعوے سے منکر ہوگا۔ وہ ایک اپنے رفیق سے استفتاء پر فتوے لیگا تا عوام کو اس سے افروختہ کرے۔ ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابی لہب[*] کے جن سے وہ فتوے لکھا تھا۔ لکھنے میں اگرچہ ایک ہاتھ کا کام ہے مگر دوسرا بھی اُس کی مدد دیتا ہے۔ اور ہلاک ہونے سے یہ مُراد ہے کہ وہ اپنے استفتاء کی غرض سے نامراد رہے گا۔ اور پھر فرماتا ہے کہ وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ یعنے اُس نے گناہ شدید کا ارتکاب کیا۔ جو دراصل ہلاکت ہے۔ اسلیئے دنیا کی طرف اس کا رُخ کر دیا گیا۔ اور حلاوت ایمان اُس سے جاتی رہی۔ اسکو مناسب نہ تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے یعنے اگر کچھ شک تھا تو پوشیدہ طور پر رفع کرتا اور ادب سے رفع کرتا نہ یہ کہ دشمن بن کر میدان میں نکلتا۔

---

[*] حاشیہ :۔ اس جگہ ابی لہب کے معنی ہیں آگ بھڑکنے کا باپ یعنے اس ملک میں جو تکفیر کی آگ بھڑکے گی۔ دراصل باپ اس کا وہ ہوگا جس نے یہ استفتاء لکھا۔ منہ

اور پھر فرمایا کہ جو تجھے تکلیف پہنچے گی وہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنے اگر خدا نہ چاہتا تو یہ فتنہ برپا کرنا اسکی مجال نہ تھا۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت دنیا میں بڑا شور اٹھے گا۔ اور بڑا فتنہ ہوگا۔ پس تجھکو چاہیئے کہ صبر کرے جیسا کہ اولوالعزم پیغمبر صبر کرتے رہے۔ مگر یاد رکھ کہ یہ فتنہ اس شخص کی طرف سے نہیں ہوگا بلکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تاکہ وہ تجھ سے زیادہ پیار کرے۔ اور یہ پیار خدا کی طرفسے وہ نعمت ہے کہ جو پھر تجھ سے چھینی نہیں جائیگی۔ اور پھر ایک اور پیشگوئی کرکے فرمایا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ یعنے میاں عبدالرحمٰن اور مولوی عبداللطیف جو کابل میں سنگسار کیئے گئے اور ہر ایک جو زمین پر ہے۔ آخر مرے گا۔ پر ان دونوں کا ذبح کیا جانا آخر تمہارے لئے بہتری کا پھل لائے گا اور ان واقعات شہادت کے مصالح جو خدا کو معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں یعنے خدا جانتا ہے۔ کہ ان موتوں سے اس ملک کابل میں کیا کیا بہتری پیدا ہوگی۔ اس سے پہلی پیشگوئی اُس استفتاء کے بارے میں ہے۔ جو مولوی محمد حسین کے ہاتھ سے اور مولوی نذیر حسین کے فتوے لکھنے سے ظہور میں آیا جس سے ایک دنیا میں شور اٹھا اور سب نے ہمارا تعلق چھوڑ دیا۔ اور کافر اور بے ایمان اور دجال کہنا موجب ثواب سمجھا اس کے ساتھ جو یہ وعدہ ہے کہ خدا اس کے بعد بہت پیار کریگا۔ یہ رجوع خلق اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ خدا کا پیار مخلوق کے پیار کو چاہتا ہے۔ اور خدا کی رضامندی تعالیٰ ضمنا کرتی ہے۔ کہ دنیا کے سعید لوگ بھی راضی ہو جائیں۔ اور مؤخر الذکر پیشگوئی میں جو دو بکریوں کے ذبح کئے جانے کا ذکر ہے۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سرزمین کابل میں ظہور میں آیا۔ یعنی ہماری جماعت میں سے ایک شخص عبدالرحمٰن نام جو جوان صالح تھا اور دوسرے مولوی عبداللطیف صاحب جو نہایت بزرگوار آدمی تھے امیر کابل کے حکم سے سنگسار کئے گئے۔ محض اس الزام سے کہ کیوں وہ دونوں ہماری جماعت میں داخل ہو گئے اور اس واقعہ کو قریباً دو برس گزر چکے ہیں + اب یہ مقام انصاف کی آنکھ سے دیکھنے کا ہے۔ کہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایسے غیب کی باتیں جو نہاں در نہاں تھیں۔ اس شخص کی طرف منسوب ہو سکیں جو مفتری ہو۔ حالانکہ خدا تعالےٰ

+ حاشیہ :- یہ واقعہ شہادت اخویم مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم

اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن پر غیب کامل کے امور ظاہر نہیں کیے جاتے۔ بلکہ محض ان بندوں پر جو اصطفاء اور اجتباء کا مرتبہ رکھتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسول۔ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے غیب پر کسی کو غالب ہونے نہیں دیتا۔ مگر ان لوگوں کو جو اسکے رسول اور اسکی درگاہ کے پسندیدہ ہوں۔ (رسول سے مراد خدا کی طرف سے بھیجا ہوا خواہ مجدد ہی ہو۔ از ناقل)

افسوس کا مقام ہے کہ بعض نادان مولوی اور عالم کہلا کر بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جن میں سے بعض پوری ہو گئیں اور بعض پوری ہونے کو ہیں۔ اعتراض پیش کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ خدائے تعالےٰ اپنے وعید کی نسبت اختیار رکھتا ہے چاہے اسکو پورا کرے یا ملتوی کر دے۔ یہی تمام نبیوں کا مذہب ہے۔ اور اسی پر ردّ بلا کا سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک بلا جس کا خدا تعالےٰ نے کسی کی نسبت ارادہ کیا ہے۔ خواہ وہ اس بلا کو کسی نبی پر ظاہر کر کے پیشگوئی کے رنگ میں ظاہر فرمائے اور خواہ پوشیدہ رکھے۔ وہ بہر حال بلا ہی ہے۔ پس اگر وہ کسی طرح رد نہیں ہو سکتی تو پھر صدقہ اور خیرات اور دعا کی کیوں ترغیب دی ہے۔

حاشیہ در حاشیہ: ایک ایسا دور از قیاس واقعہ تھا کہ جب تک وقوع میں نہ آگیا ہمارے ذہن کا اس طرف التفات نہ ہوا کہ درحقیقت وحی الٰہی کے یہ معنے ہیں کہ دو ہمارے صادق مرید بیچ مچ ذبح کئے جائیں گے۔ بلکہ اس حالت کو مستبعد سمجھ کر محض اجتہاد کے طور پر تاویل کے طور پر میلان ہوتا رہا اور تاویلی مصداق خیال میں گذرتی رہی۔ کیونکہ انسان کا اپنا علم اور اپنا اجتہاد غلطی سے خالی نہیں۔ لیکن جب یہ دونوں واقعات بعینہ ظہور میں آگئے اور دو بزرگ اس جماعت کے بڑی بے رحمی سے کابل میں شہید کئے گئے تو حق الیقین کی طرح وحی الٰہی کے معنے معلوم ہو گئے۔ اور جب اس وحی کی تمام عبارت کو نظر اٹھا کر دیکھا تو آنکھ کھل گئی۔ اور عجیب ذوق پیدا ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ جہاں تک تصریح ممکن ہے۔ خدا نے تصریح سے اس پیشگوئی کو بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے الفاظ اختیار کئے ہیں اور ایسے فقرات بیان فرمائے ہیں کہ وہ دوسرے پر صادق آہی نہیں سکتے۔ سبحان اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کیسے اس نے ان پوشیدہ باتوں کو ایک زمانہ دراز پہلے براہین احمدیہ میں بتصریح بیان کر دیا۔ منہ

پھر بعد اسکے اور پیشگوئیاں ہیں جو ان پیشگوئیوں کی موید ہیں جنکو ہم ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر ۔ وان یتخذ ونک الا ھزوا ۔ اھذا الذی بعث اللہ ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد والخیر کلہ فی القرآن ۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ۔ رب انی مغلوب فانتصر ایلی ایلی لما سبقتنی ۔ یا عبد القادر انی معک غرست لک بیدی رحمتی وقدرتی ۔ ونجیناک من الغم وفتناک فتونا ۔ انا بدّلک اللازم انا محییک نفخت فیک من لدنی روح الصدق ۔ والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی کزرع اخرج شطاہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ سے صفحہ ۵۱۵ تک ۔ ترجمہ معہ شرح :- اور تم سست مت ہو اور غم مت کرو ۔ کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں یعنے اگر تمام لوگ دشمن ہو جائیں تو خدا اپنی طرف سے نصرت کریگا ۔ اور پھر فرمایا کہ کیا تو جانتا نہیں کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں ۔ پس وہ قادر ہے کہ ایک تنہا گمنام کو اس قدر ترقی دے کہ لاکھوں انسان اسکے محب اور ارادت مند ہو جائیں ۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جو پچیس برس کے بعد اس زمانہ میں پوری ہوئی ۔ اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے تجھے ایک ہنسی کی جگہ سمجھ رکھا ہے ۔ وہ طنزاً کہتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہے جسکو خدا نے ہم میں دعوت کے لئے کھڑا کیا ۔ انکو کہہ دے کہ میں تو تمہاری طرح صرف ایک بشر ہوں مجھے یہ وحی ہوتی ہے ۔ کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے ۔ اور ہر ایک نیکی اور بھلائی قرآن میں ہے ۔ ان کو کہہ دے کہ تمہارے خیالات کیا چیز ہیں ۔ ہدایت وہی ہے جو خدائے تعالے براہ راست آپ دیتا ہے ۔ ورنہ انسان اپنے غلط اجتہادات سے کتاب اللہ کے معنے بگاڑ دیتا ہے ۔ اور کچھ کا کچھ بنا دیتا ہے ۔ وہ خدا ہی ہے جو غلطی نہیں کھاتا لہذا اس کی ہدایت ہے ۔ انسانوں کے اپنے خیالی معنے بھروسے کے لائق نہیں ہیں ۔ اور پھر فرمایا کہ یہ دعا کر کہ اے خدا میں مغلوب ہوں ۔ وہ بہت ہیں اور میں اکیلا ہوں ۔ وہ ایک گروہ ہے ۔ تو میری طرف سے مقابلہ کے لئے آپ کھڑا ہو جا ۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ۔ یہ آئندہ زمانہ کی ابتلاؤں کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ۔ کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جو مخالفت کا بہت شور اٹھے گا اور

گمنامی اور تنہائی کا زمانہ ہوگا۔ اور مخالفت پر ایک مخلوق تل جائیگی۔ اور ظاہری تزلزل دیکھ کر بشریت کے مقتضا سے خیال آئے گا کہ خدا نے اپنی نصرت کو چھوڑ دیا۔ پس خدائے تعالےٰ اُس آئندہ زمانہ کو یاد دلاتا ہے کہ اسوقت خدا دعاؤں کو قبول کریگا اور وہ حالت نہیں رہے گی۔ اور دلوں کو اسطرف رجوع پیدا ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بہت تفکے کے بعد جو کافر ٹھہرانے کے فتویٰ سے اٹھا تھا آخر دل اسطرف متوجہ ہو گئے پھر فرماتا ہے کہ اے عبدالقادر میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں نے تیرے لئے اپنی رحمت اور قدرت کا درخت لگایا۔ اور میں تجھ کو ہر ایک غم سے نجات دوں گا۔ مگر اُس سے پہلے کئی فتنے تیری راہ میں برپا کروں گا۔ تا تجھے خوب جانچا جائے۔ اور تا فتنوں کے وقتوں میں تیری استقامت ظاہر ہو۔ میں تیرا لازمی چارہ ہوں۔ اور میں تیرے درد دل کا علاج ہوں اور میں ہی ہوں جس نے تجھے زندہ کیا۔ میں نے اپنی طرف سے تجھ میں صدق کی رُوح پھونک دی۔ اور اپنی طرف سے میں نے تجھ پر محبت ڈال دی۔ یعنے تجھ میں ایک ایسی خاصیت رکھدی کہ ہر ایک جو سعید ہوگا۔ وہ تجھ سے محبت کرے گا۔ اور تیری طرف کھینچا جائے گا۔ میں نے ایسا کیا۔ تا کہ تو میری آنکھوں کے سامنے پرورش پاوے اور میرے روبرو تیرا نشو و نما ہو۔ تو اس بیج کی طرح ہے۔ جو زمین میں بویا گیا۔ اور وہ ایک چھوٹا سا دانہ تھا۔ جو خاک میں پوشیدہ تھا۔ پھر اس کا سبزہ نکلا۔ اور روز بروز وہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ بہت موٹا ہو گیا۔ اور اس کی ٹہنیاں پھیل گئیں۔ اور وہ ایک پورا درخت بن کر تنا اس کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ یہ آئندہ زمانہ کی ترقی کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور اس میں بتلایا ہے کہ اسوقت تو تو ایک دانہ کی طرح ہے۔ جو زمین میں بویا گیا۔ اور خاک میں چھپ گیا۔ لیکن آئندہ یہ مقدر ہے کہ اس دانہ کا سبزہ نکلے۔ اور وہ بڑھتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ اور موٹا ہو جائے گا اور اپنے پاؤں پر قائم ہو جائے گا۔ جسکو کوئی آندھی نقصان پہنچا نہیں سکے گی۔ یہ پیشگوئی اس زمانہ سے ۲۵ برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تجھے ایک بڑی اور کھلی کھلی فتح دے گا۔ تا کہ وہ تیرے پہلے گناہ بخشے اور پچھلے گناہ بھی۔ اس جگہ اس وحی الٰہی کے متعلق ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فتح کو گناہ کے بخشنے سے کیا تعلق ہے۔ بظاہر ان دونوں فقروں کو آپس میں کچھ جوڑ نہیں۔ لیکن درحقیقت ان دونوں فقروں کا باہم نہایت درجہ کا تعلق ہے پس تشریح

اس وحی الٰہی کی یہ ہے کہ اس اندھی دنیا میں جسقدر خدا کے ماموروں اور نبیوں اور رسولوں کی نسبت نکتہ چینیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قدر ان کی شان اور اعمال کی نسبت اعتراض ہوتے ہیں اور بدگمانیاں ہوتی ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں۔ وہ دنیا میں کسی کی نسبت نہیں ہوتیں۔ اور خدا نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے۔ تا ان کو بدبخت لوگوں کی نظر سے مخفی رکھے اور وہ ان کی نظر میں جائے اعتراض ٹھہر جائیں۔ کیونکہ وہ ایک دولت عظمیٰ ہیں۔ اور دولت عظمیٰ کو نااہلوں سے پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ ان کو جو شقی ازلی ہیں اس برگزیدہ گروہ کی نسبت طرح طرح کے شبہات میں ڈال دیتا ہے۔ تا وہ دولت قبول سے محروم رہ جائیں۔ یہ سنت اللہ ان لوگوں کی نسبت ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے امام اور رسول اور نبی ہوکر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت دشمنان حق نے طرح طرح کے اعتراض تراشے ہیں۔ اور طرح طرح کی عیب جوئی کی ہے۔ وہ باتیں کسی معمولی صالح کی نسبت ہرگز تراشی نہیں گئیں۔ کونسی تہمت ہے جو ان پر لگائی نہیں گئی۔ اور کونسی نکتہ چینی ہے جو ان پر نہیں کی گئی۔ پس چونکہ تمام تہمتوں کا معقولی طور پر جواب دینا ایک نظری امر تھا اور نظری امور کا فیصلہ مشکل ہوتا ہے اور تاریک طبع لوگ اس سے تسلی نہیں پکڑتے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے نظری راہ کو اختیار نہیں کیا۔ اور نشانوں کی راہ اختیار کی۔ اور اپنے نبیوں کی بریت کے لئے اپنے تائیدی نشانوں اور عظیم الشان نصرتوں کو کافی سمجھا۔ کیونکہ ہر ایک غبی اور پلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ نعوذ باللہ ایسے ہی نفسانی آدمی اور مفتری اور ناپاک طبع ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ ان کی نصرت کے لئے ایسے بڑے بڑے نشان دکھلائے جاتے۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق براہین احمدیہ میں میری نسبت بھی یہی وحی کی جو اوپر ذکر ہو چکی ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ خدا بڑی بڑی فتوحات اور عظیم الشان نشان تیری تائید میں دکھلائیگا۔ ✱ جو اعتراض جو دنیا کے اندھے لوگوں نے تیرے پہلے حصہ زندگی کی نسبت یا اخیر حصہ زندگی کی نسبت کئے ہیں ان سب کا جواب پیدا ہو جائے ✱ کیونکہ عالم الاسرار کی شہادت سے بڑھکر اور کوئی شہادت نہیں۔ اور ذنب کا لفظ اس طور بولا گیا ہے کہ معترض اور نکتہ چیں جو حملہ کرتے ہیں وہ اپنے دلوں میں مرسلین کی نسبت ان نکتہ چینیوں کو ایک ذنب قرار دیکر حملہ کرتے ہیں۔ پس اسکے یہ معنے ہوئے کہ جو ذنب تیری طرف منسوب کیا گیا ہے نہ یہ کہ حقیقت

✱ خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ آخری حصہ زندگی کا یہی ہے جو اب گذر رہا ہے جیسا کہ عربی میں وحی الٰہی یہ ہے قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا یعنی تیری اجل مقدر قریب ہے اور ہم تیری نسبت ایک بات بھی ایسی نہیں چھوڑینگے جو موجب رسوائی اور طعن و تشنیع ہو اسی بنا پر اس نے مجھے توفیق دی کہ پنجم حصہ براہین احمدیہ شائع کیا جائے۔ اور ایسا ہی خدائے عزوجل نے اپنی اس وحی میں میرے قرب اجل کی طرف اشارہ فرمایا۔ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تیرا حادثہ ہوگا۔ منہ

ہیں کوئی ذنب ہے اور خود یہ ادب سے دور ہے کہ انسان اس وحی الہٰی کے یہ معنے کرے کہ درحقیقت کوئی ذنب ہے جسکو خدا تعالےٰ نے بخشدیا۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ ذنب کے نام پر ان کی طرف منسوب کیا گیا اور اسکو شہرت دی گئی ہے۔ اس غلط شہرت کو ایک عظیم الشان نشان سے ڈھانک دیا جائیگا۔ نادان لوگ نہیں جانتے کہ کن معنوں سے خدا اپنے مقبول بندوں کی طرف ذنب کو یعنے گناہ کو منسوب کرتا ہے۔ کیونکہ حقیقی گناہ جو نافرمانی خدا تعالےٰ کی ہے وہ تو قبل از توبہ قابل سزا ہے۔ نہ یہ کہ خدا تعالےٰ کو خود ہی اسبات کا فکر پڑجائے کہ میں کوئی ایسا نشان دکھلاؤں کہ تا وہ نکتہ چینی کے خیالات اور عیب جوئی کے توہمات خود بخود مخفی اور مستور ہوجائیں۔ اور ان کا ذکر کرنیوالا ذلیل ہوجائے۔ اسی وجہ سے آئمہ اور اہل تصوف لکھتے ہیں کہ جن لغزشوں کا انبیاء علیہم السلام کی نسبت خدائے تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا۔ اگر تحقیر کی راہ سے ان کا ذکر کیا جائے تو یہ موجب کفر اور سلب ایمان ہے۔ کیونکہ وہ مقبول ہیں اور دنیا جس بات کو ذنب سمجھتی ہے وہ اس سے محفوظ ہیں۔ اور ان سے عداوت کرنا خدائے تعالےٰ کے حملہ کا نشانہ بننا ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح ہے من عادی ولیا لی فقد آذنته للحرب یعنے جو شخص میرے ولی کا دشمن ہو تو میں اسکو متنبہ کرتا ہوں کہ اب میری لڑائی کے لئے تیار ہوجا۔ غرض اہل اصطفاء خدا تعالےٰ کے بہت پیارے ہوتے ہیں۔ اور اس سے نہایت شدید تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی عیب جوئی اور نکتہ چینی میں خیر نہیں ہے۔ اور ہلاکت کے لئے اس سے کوئی بھی دروازہ نزدیک تر نہیں۔ کہ انسان اندھا بن کر محبان اور محبوبانِ الہٰی کا دشمن ہوجائے۔

اور یاد رہے کہ مغفرت کے صرف یہی معنے نہیں کہ جو گناہ صادر ہوجائے اس کو بخش دینا بلکہ یہ بھی معنے ہیں کہ گناہ کو حیز قوت سے حیز فعل کی طرف نہ آنے دینا اور ایسا خیال دل میں پیدا ہی نہ کرنا۔ ان پیشگوئیوں میں بھی بار بار خدائے تعالےٰ نے خبر دی ہے۔ کہ ایک گمنامی کی حالت کو خدائے تعالےٰ شہرت کی حالت سے بدل دے گا۔ اور گو کتنے فتنے پیدا ہوں گے۔ ان سب سے خدائے تعالےٰ نجات دے گا۔ اور جیسے اول عیب جو اور نکتہ چیں تھے آخری حصہ عمر میں بھی ایسے ہی ہوں گے۔ لیکن خدا ایک ایسی فتح نمایاں ظاہر کرے گا۔ کہ ان نکتہ چینوں اور عیب گیروں کا منہ بند ہوجائیگا یا یہ کہ انکے اثر سے لوگ محفوظ رہیں گے۔ یہ انسان کا خاصا ہے۔ کہ ہزار نشان سے بھی اسقدر ہدایت پانے کیلئے

تیار نہیں ہوتا جسقدر کہ ایک عیب گیر کی شرارت سے متاثر ہو کر منکر ہونے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس لیئے اس وحی الٰہی میں اس پیرایہ میں ظاہر نہیں فرمایا کہ میں نشان دکھلاؤں گا۔ بلکہ فرمایا کہ میں فتح عظیم تجھ کو دوں گا۔ یعنے کوئی ایسا نشان دکھلاؤں گا کہ جو دلوں کو فتح کریگا۔ اور تمہاری عظمت ظاہر کر دیگا۔ اور فرمایا کہ یہ عمر کے آخری زمانہ میں ہوگا۔ پس میں زور سے کہتا ہوں کہ اسی زمانہ کے لیئے یہ پیشگوئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ نکتہ چینیاں اور عیب گیریاں حد سے بڑھ گئی ہیں۔ پس میں امیدوار ہوں کہ عنقریب ایک بڑا نشان ظاہر ہوگا۔ جو دلوں کو فتح کرے گا۔ اور مردہ دلوں کو جو بار بار مرتے ہیں پھر زندہ کر دے گا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

پھر ان پیشگوئیوں کی تائید میں اور پیشگوئیاں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہیں۔ جو پچیس برس کے بعد اس زمانہ میں پوری ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرّاہ اللہ مما قالوا وکان عنداللہ وجیھا۔ الیس اللہ بکاف عبدہ فلما تجلّی ربہ للجبل جعلہ دکا۔ واللہ موھن کید الکافرین۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا قول الحق الذی فیہ تمترون۔ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک عدولی وعدو لک قل اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ اذا جاء نصر اللہ الست بربکم قالوا بلیٰ۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ یجتبی الیہ من یشاء من عبادہ وکذالک مننا علیٰ یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر آباءھم فھم غافلون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ ان معی ربی سیھدین۔ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ رب نجنی من غمی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سے ۵۲۵ تک، ترجمہ: کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ پس وہ ان تمام الزاموں سے اسکو بری کرے گا۔ جو اس پر لگائے جائیں گے۔ اور وہ خدا کے نزدیک مرتبہ رکھتا ہے۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ پس وہ پہاڑ کو اسکی بریت کیلئے گواہ لائے گا۔ اور پہاڑ پر جب اس کی تجلّی ہو گی تو وہ اسے پارہ پارہ کر دے گا۔ اور اس نشان سے منکروں کے

منصوبوں کو سست کر دے گا۔ کیا وہ اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے۔ یعنی خدا کے نشان کافی ہیں کسی اور کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اور یہ پہاڑ کا پارہ پارہ کرنا لوگوں کے لئے ہم ایک نشان بنائیں گے۔ اور یہ نشان ہمارا موجب رحمت ہوگا۔ کہ اس سے بہت لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ + اور یہ امر پہلے سے مقدر تھا یہ وہ سچی بات ہے جس کے ظہور سے پہلے تم شکوک میں مبتلا تھے سفلہ آدمی تو کسی نشان کو نہیں مانتا۔ بجز موت کے نشان کے وہ میرا اور تیرا دشمن ہے۔ ان سفلوں کو کہدے کہ موت کا نشان بھی آئیگا۔ اور دنیا میں ایک مری پڑیگی۔ پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ کہ یہ سب کچھ اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ یہ طاعون اور زلزلہ شدید کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو اس زمانہ سے ۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میں ہولناک اور مہلک نشان ملک میں بھیجکر اپنے مامور اور رسل کی مدد کروں گا۔ تو منکرین کو کہا جائے گا کہ اب تبلاؤ کیا میں تمہارا رب ہوں یا نہیں۔ یعنی وہ دن بڑی مشکل اور مصیبت کے ہوں گے۔ اور ان دنوں میں بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہونگے اور نشانوں کو دیکھکر بہت سے سیہ دل اور کج طبع حق کیطرف رجوع کر لیں گے۔ اور یہ فرشادہ جو ان کے درمیان ظاہر ہوا ہے۔ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ پھر مجھ کو خدا ئے عزوجل مذکورہ بالا وحی میں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو خوشی اور نشاط کی چال سے زمین پر چل کہ اب تیرا وقت نزدیک آگیا۔ اور محمدیوں کا پاؤں ایک بہت بلند اور محکم منار پر پڑگیا۔ محمدیوں کے لفظ سے مراد اس سلسلہ کے مسلمان ہیں۔ ورنہ بموجب خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے دوسرے فرقے جو مسلمان کہلاتے ہیں روز بروز تنزل پذیر ہوں گے اور ایسا ہی وہ فرقے جو اسلام سے باہر ہیں جیسا کہ اس وحی الٰہی میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے صریح طور پر فرمایا ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا ++ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تیری بریت ظاہر کروں گا۔ اور وہ جو تیرے پیرو ہیں میں قیامت تک ان کو تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا۔ اس جگہ اس وحی الٰہی میں عیسیٰ سے مراد میں ہوں۔ اور تابعین یعنی پیرؤں سے مراد میری جماعت ہے۔ قرآن شریف میں یہ پیشگوئی حضرت عیسےٰ کی نسبت ہے۔ اور مغلوب قوم سے مراد یہودی ہیں۔ جو دن بدن کم ہوتے گئے۔ پس اس آیت کو دوبارہ میرے لئے اور میری جماعت کیلئے نازل کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں

+ یاد رہے کہ براہین احمدیہ میں جو کلمات الٰہیہ کا ترجمہ ہے وہ بباعث قبل از وقت ہونیکے کسی جگہ مجمل ہے اور کسی جگہ معقولی رنگ کے لحاظ سے کوئی لفظ حقیقت سے پھر گیا ہے یعنی صرف معنی ظاہر کیا گیا اور چونکہ اصل کلام الٰہی موجود ہے اسکے پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسی تاویل کی پرواہ نہ کریں جو پیشگوئی کے ظہور سے پہلے کی گئی ہو۔ اور اس کو اجتہادی غلطی سمجھ لیں۔ کیونکہ پیشگوئی کی حقیقی تفسیر کا وقت وہ ہوتا ہے جس وقت میں وہ پیشگوئی ظاہر ہو۔ منہ

++ یہ فقرہ سہو کاتب سے براہین احمدیہ میں رہ گیا ہے جسکے معنے ہیں کہ منکروں کے ہر ایک الزام اور تہمت سے تیرا دامن پاک کر دوں گا۔ یہ کئی مرتبہ الہام ہو چکا ہے

وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے۔ اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے۔ یا نابود ہوتے جائیں گے۔ جیساکہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا اور اس جماعت کے لوگ اپنی تعداد اور قوتِ مذہب کے رو سے سب پر غالب ہو جائیں گے یہ پیشگوئی فوق العادت کے طور پر پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ جب براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی تھی اسوقت تو میری یہ حالت گمنامی کی تھی کہ ایک شخص بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ میرا پیرو تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تعداد اس جماعت کی کئی لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس ترقی کی تیز رفتار ہے۔ جس کا باعث وہ آفات آسمانی بھی ہیں جو اس ملک کو لقمۂ اجل بنا رہی ہیں۔ پھر بعد اس کے بقیہ وحی الٰہی یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ اشرف نبیوں کے سردار ہیں۔ اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا واضح رہے کہ یہ پیشگوئیاں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں کی گئیں جبکہ کوئی کام بھی درست نہ تھا۔ اور کوئی مراد حاصل نہ تھی۔ اور اب اس زمانہ میں ۲۵ برس کے بعد اس قدر مرادیں حاصل ہو گئیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں۔ اور وہ کام دکھلائے کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکتی تھی۔ کہ ایسا ظہور میں آجائیگا لاکھوں انسانوں نے مجھے قبول کر لیا اور یہ ملک ہماری جماعت سے بھر گیا۔ اور نہ صرف اسقدر بلکہ ملک عرب اور شام اور مصر اور روم اور فارس اور امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک میں یہ تخم بویا گیا۔ اور کئی لوگ ان ممالک سے اس سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ وہ وقت آتا جاتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ان مذکورہ بالا ممالک کے لوگ بھی اس نور آسمانی سے پورا حصہ لیں گے نادان دشمن جو مولوی کہلاتے تھے ان کی کمریں ٹوٹ گئیں اور وہ آسمانی ارادہ کو اپنے فریبوں اور مکروں اور منصوبوں سے روک نہ سکے اور وہ اس بات سے نومید ہو گئے کہ وہ اس سلسلہ کو معدوم کر سکیں۔ اور جن کاموں کو وہ بگاڑنا چاہتے تھے وہ سب کام درست ہو گئے۔

پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ آئندہ زمانہ کے لوگوں کی بے جا تہمتوں کی نسبت ایک خاص پیشگوئی کر کے مجھے یوسف قرار دیتا ہے۔ جیساکہ وہ فرماتا ہے۔ ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ یجتبی الیہ من یشاء من عبادہ وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر اباءھم فھم غافلون ۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون ۔ ان معی ربی سیھدین رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ رب نجنی من غمی ۔ ان آیات کو جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ سے ۵۵۴ تک

دحی نازل کرتا رہا ہے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ آخر میں انکو منوا کر چھوڑوں گا۔ اور ان کو اقرار کرنا پڑیگا وہ جو براہین احمدیہ کے

درج ہیں۔ میں ابھی پہلے بھی لکھ چکا ہوں مگر صفائی بیان کے لئے دوبارہ موقعہ پر لکھی گئیں۔ تا پیشگوئی کے معنے سمجھنے میں کچھ دقت نہ ہو۔ ترجمہ اس وحی الٰہی کا یہ ہے خدا وہ خدا ہے جو بارش کو اسوقت اتارتا ہے جبکہ لوگ مینہ سے نومید ہو جاتے ہیں۔ تب نومیدی کے بعد اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔ اور جس بندہ کو اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے رسالت اور نبوت کے لیے چن لیتا ہے۔ اور ہم نے اسی طرح اس یوسف پر احسان کیا۔ تا ہم دفع کریں اور پھیر دیں اس سے ان برائی اور بے حیائی کی باتوں کو جو اسکی نسبت بطور تہمت تراشی جائیں گی۔ یعنی خدا تعالیٰ کا کبھی تہمت اور الزام کے وقت جو اس کے نبیوں اور رسولوں کی نسبت کیجاتی ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے کہ اول وہ عیب گیر اور نکتہ چین اور بدگمان لوگوں کو پورے طور پر موقعہ دیتا ہے کہ تا وہ جو چاہیں بکواس کریں۔ اور جسطرح چاہیں کوئی تہمت لگا دیں۔ یا بہتان باندھیں۔ پس وہ لوگ بہت خوش ہو کر حملے کرتے ہیں۔ اور اپنے حملوں پر بہت بھروسہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صادقوں کی جماعت ایسے حملوں سے ڈرتی ہے اور انسانی کمزوری کی وجہ سے اس بات سے نومید ہو جاتے ہیں۔ کہ باران رحمت الٰہی اس مفتریانہ داغ کو دھو دے اور خدا تعالیٰ کی بھی یہی عادت ہے۔ کہ باران رحمت نازل تو کرتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے لیکن اول کسی مدت تک لوگوں کو نومید کر دیتا ہے۔ تا وہ لوگوں کے ایمان کی آزمائش کرے۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ کے نبی اور مرسل پر جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ آزمائے جاتے ہیں۔ شریر لوگوں کی طرف سے بہت بے جا حملے خدا تعالیٰ کے نبیوں پر ہوتے ہیں۔ یہاں تک وہ فاسق اور فاجر ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی عادت اسی طرح پر واقع ہے کہ اعتراض کرنیوالوں کو اعتراض کرنے کیلئے بہت سی گنجائش دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی نکتہ چینی اور عیب گیری کی باتوں کو بہت قوی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان پر خوش ہوتے اور اتراتے ہیں۔ اور مومنوں کے دلوں کو ان باتوں سے بہت صدمہ پہنچتا ہے یہاں تک کہ ان کی کمر ٹوٹتی ہے۔ اور وہ سخت طور پر طور پر آزمائے جاتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی نصرت کا مینہ برستا ہے اور تمام افتراؤں کے ورق دھو ڈالتا ہے۔ اور اپنے نبیوں کے اجتباء اور اصطفاء کے مرتبہ کو ثابت کر دیتا ہے خلاصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ اسی طرح اس یوسف کی ہم بریت ظاہر کریں گے کہ اوّل شریر لوگ بے جا تہمتیں اس پر لگائیں گے جیسا کہ یوسف بن یعقوب پر تہمت لگائی گئی تھی۔ لیکن آخر خدا نے ایک شخص کو اسکی بریت کیلئے ایک گواہ ٹھہرایا۔ اور اس گواہی نے یوسف کو اس تہمت سے بری کر دیا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی میں ایسا ہی کروں گا جیسا کہ اس نے فرمایا۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون ان معی ربی سیھدین۔ یعنی اے یوسف جو لوگ تیرے پر الزام لگاتے ہیں انکو کہہ دے کہ میں اپنی بریت کیلئے خدا تعالیٰ کی گواہی اپنے پاس رکھتا ہوں پس کیا تم اس گواہی کو قبول کرو گے یا نہیں؟ اور یہ بھی ان کو کہہ دے کہ میں تمہاری کسی تہمت سے ملزم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

میرے ساتھ میرا خدا ہے وہ میری بریت کیلئے کوئی راہ پیدا کر دے گا۔* یاد رہے کہ جب یوسف بن یعقوب پر زلیخا نے بیجا الزام لگایا تھا تو اس موقعہ پر خدا تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وشھد شاھد من اھلھا یعنی زلیخا کے قریبیوں میں سے ایک شخص نے یوسف کی بریت کی گواہی دی۔ مگر اس جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اس یوسف کیلئے خود گواہی دوں گا۔ پس اس سے زیادہ اور کیا گواہی ہوگی کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا تعالےٰ نے ان تہمتوں کی خبر دی ہے۔ جو ظالم اور شریر لوگ مجھ پر لگاتے ہیں۔ اور یوسف علیہ السلام بن یعقوب کیلئے صرف ایک انسان نے گواہی دی مگر میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ خود گواہی دے۔ اور یوسف علیہ السلام بن یعقوب پر تہمت لگانے کے لئے ایک عورت نے پلید سعی کی۔ مگر میرے پر وہ لوگ تہمتیں لگاتے ہیں جو عورتوں سے بھی کمتر ہیں اور ان کید کن عظیم کے مصداق ہیں۔ پھر اس پیشگوئی کے آخری حصہ کی یہ عبارت ہے۔ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ یعنی اے میرے رب مجھے تو قید بہتر ہے ان باتوں سے کہ یہ عورتیں مجھ سے خواہش کرتی ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر کوئی عورت ایسی خواہش کرے تو میں اپنے نفس کیلئے اس امر سے قید ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ یوسف بن یعقوب کی دعا تھی۔ جس دعا کی وجہ سے وہ قید ہو گئے۔ اور میرا بھی یہی کلمہ ہے جسکو خدا تعالےٰ نے آج سے ۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ صرف یہ فرق ہے کہ یوسف بن یعقوب اپنی اس دعا کی وجہ سے قید ہو گیا۔ مگر خدا نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ فرمایا یعصمک اللہ من عندہ و ان لم یعصمک الناس۔ یعنی خدا تعالےٰ تجھے خود بچالیگا۔ اگرچہ لوگ تیرے پھنسانے پر آمادہ ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ کسی کرم دین کے فوجداری مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی سزا دے مگر خدا تعالےٰ نے کسی غیبی سامان سے اسکے دل کو اس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخر کار سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔ پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس امت کے یوسف کی بریت کے لئے ۲۵ برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی۔ اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لیئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ اور ان پیشگوئیوں کی گواہی کے بعد زلزلہ شدیدہ نے بھی گواہی دی جسکی گیارہ مہینے پہلے میں نے خبر دی تھی۔ کیونکہ زلزلہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ وحی الٰہی بھی ہوئی تھی قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ پس یہ دو گواہ ہو گئے اور نہ معلوم کہ بعد ان کتنے گواہ ہیں۔

غرض وہ خدا جو بدگمانوں کے گندے خیالات کا بھی علم رکھتا ہے۔ اُس نے مجھے یوسف قرار دیکر اور میری نسبت

* ۱ - یہ آیت یعنی ان معی ربی سیھدین جس کا یہ ترجمہ ہے کہ میرے ساتھ میرا خدا ہے۔ وہ مخلصی کی کوئی راہ دکھا دے گا۔ یہ قرآن شریف میں حضرت موسےٰ کے قصہ میں ہے۔ جبکہ فرعون نے ان کا تعاقب کیا تھا اور بنی اسرائیل نے سمجھا تھا کہ اب ہم پکڑے گئے پس خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ایسے کمزور اس جماعت میں بھی ہوں گے جن کی تسلی کیلئے کہا جائیگا کہ گھبراؤ مت خدا انہیں ان تہمتوں سے بریت حاصل کرنے کے لئے کوئی راہ دکھا دیگا۔ جیسا کہ اس نے یوسف بن یعقوب کو دکھا دی جب کہ ایک مکارہ عورت نے پلید سعی کر کے خلاف واقعہ باتیں یوسف کی نسبت اپنے خاوند کو سنائیں۔ منہ

میری زبان سے یوسفؑ کا وہ قول نقل کر کے جو سورۂ یوسف میں آچکا ہے یعنی یہ کہ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ آئندہ زمانہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے۔ تا وہ میرے اندرونی حالات کو لوگوں پر ظاہر کرے۔ اگرچہ میں یہ عادت نہیں رکھتا اور طبعاً اس سے کراہت کرتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے اپنی دلی پاکیزگی ظاہر کروں۔ بلکہ یوسف کی طرح میرا بھی یہی قول ہے کہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ مگر خدا کے لطف و کرم کو میں کہاں چھپاؤں اور کیونکر میں اسکو پوشیدہ کردوں۔ اسکے تو اس قدر لطف و کرم ہیں کہ میں گن بھی نہیں سکتا۔ کیا عجیب کرم نمائی ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ بدگمانیاں نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا نے میرے لئے ہیبت ناک نشان دکھلائے مثلاً غور کرو کہ وہ شدید زلزلہ جس کی ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو مجھے خبر دی گئی۔ جس نے ہزارہا انسانوں کو ایکدم میں تباہ کردیا۔ اور پہاڑوں کو غاروں کی طرح بنا دیا۔ اسکے آنے کی کس کو خبر تھی کسی نجومی نے مجھ سے پہلے یہ پیشگوئی کی تھی۔ وہ خدا ہی تھا جس نے قریباً ایک برس پہلے مجھے یہ خبر دی اُسی وقت لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اخبارات شائع کی گئی۔ اس نے فرمایا کہ میں نشان کے طور پر یہ زلزلہ ظاہر کروں گا۔ تا سعید لوگوں کی آنکھ کھلے۔ مگر میرے نزدیک براہین احمدیہ کی پیشگوئیاں اس سے کم نہیں جن میں اس زلزلہ شدیدہ کی بھی خبر ہے۔ اور یہ پیشگوئی یوسف قرار دینے کی بھی ایک ایسی پیشگوئی ہے۔ جس نے اس زمانہ کے نہایت گندہ حملوں کی آج سے ۲۵ سال پہلے خبر دی ہے وہ یہ ناپاک حملے ہیں جو نادان مخالفوں کے آخری ہتھیار ہیں۔ اور بعد اس کے فیصلہ کا دن ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ یہ اس شہادت سے زیادہ زبردست ہے۔ جو سورۃ یوسف میں یہ آیت ہے۔ وشہد شاہد من اھلھا ظاہر ہے کہ خدا کی شہادت اور انسان کی شہادت برابر نہیں ہو سکتی۔ پس وہ شہادت یہی شہادت ہے کہ وہ جو عالم الغیب ہے وہ ۲۵ سال پہلے اس زمانہ سے مجھے یوسف قرار دیکر اسکے واقعات میرے پر منطبق کرتا ہے۔ اور ایسی خصوصیت کے الفاظ بیان فرماتا ہے جس سے حقیقت کھلتی ہے۔ جیسا کہ اسکا میری طرف سے یہ فرمانا کہ: رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ کسی آئندہ واقعہ کی طرف یہ اشارہ ہے۔ لیکن چونکہ یوسف بھی شریر لوگوں کی بدگمانیوں سے نہیں بچ سکا تو پھر ایسے لوگوں پر مجھے بھی افسوس کرنا لاحاصل ہے۔ جو میرے پر بدگمانی کریں۔ ہر ایک جو مجھ پر حملہ کرتا ہے۔ وہ جلتی ہوئی آگ میں اپنا ہاتھ ڈالتا ہے۔ کیونکہ وہ میرے پر حملہ نہیں۔ بلکہ اس پر حملہ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہی فرماتا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک یعنی میں اسکو ذلیل کردوں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ ایسا شخص خدا تعالیٰ کی آنکھ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ مت گمان کرو کہ وہ میرے لئے نشانوں کا دکھانا بس کردے گا۔ نہیں بلکہ وہ نشان پر نشان دکھلائے گا۔ اور میرے لئے اپنی وہ گواہیاں دے گا جن سے زمین بھر جائے گی۔ وہ ہولناک نشان دکھلائے

اسی جگہ پر خدا تعالیٰ نے کہا یہ فرمانا کہ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہی پر مقدم ہے۔ وہ یہی گواہی ہے کہ خدا نے ایک مدت دراز پہلے ان بے جا بہتانوں کی خبر دی۔ منہ

گا اور علانیہ کام کرے گا۔ اُس نے مدت تک ان حالات کو دیکھا اور صبر کرتا رہا مگر اب وہ اس مینہ کی طرح جو موسم پر ضرور گرجتا ہے گرجے گا۔ اور شریر رُوحوں کو اپنی صاعقہ کا مزہ چکھائے گا۔ وہ شریر جو اس سے نہیں ڈرتے اور شوخیوں میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ وہ اپنے ناپاک خیالات اور بُرے کاموں کو لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ مگر خدا نہیں دیکھتا ہے۔ کیا شریر انسان خدا کے ارادوں پر غالب آسکتا ہے؟ کیا وہ اس سے لڑ کر فتح پا سکتا ہے۔ اور یہ جو اللہ تعالٰے نے مجھے یوسف قرار دیکر فرمایا۔ قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ جسکے یہ معنے ہیں کہ انکو کہدے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہیوں پر غالب ہے۔ پس کیا تم اس گواہی کو مانتے ہو یا نہیں؟ اس فقرہ سے یہ مطلب ہے کہ اے شرارتیں کرنیوالو اور تہمتیں لگانیوالو اگر تم خدا کی اس گواہی کو قبول نہیں کرتے جو اُس نے آج سے ۲۵ سال پہلے دی۔ تو پھر خدا کسی اور نشان سے گواہی دے گا جس سے تم ایک سخت شکنجہ میں پڑو گے تب دنیا اور دلوں پلٹنا ہوگا پس میں دیکھتا ہوں کہ خدا کی دُوسری گواہیاں بھی شروع ہوگئیں۔ اور مجھے خدا نے اپنے الہام سے یہ بھی خبر دی ہے کہ جو شخص تیری طرف تیر چلائیگا میں اُسی تیر سے اسکا کام تمام کروں گا۔ اور اس وحی الٰہی میں جو مجھے یوسف قرار دیا گیا ہے یہ بھی ایک فقرہ ہے کہ ولتنذر قوما ما انذر اباءھم فھم غافلون۔ اس آیت کے معنے پہلی آیت کو ساتھ ملانے سے یہ ہیں کہ ہم نے اس یوسف پر احسان کیا کہ خود اسکی بریت کی شہادت دے تا وہ برائی اور بے حیائی جو اسکی طرف منسوب کی جائے گی اسکو ہم اس سے پھیر دیں۔ اور دفع کر دیں اور یہ ہم اس لئے کریں گے کہ تا انذار اور دعوت میں حرج نہ آوے کیونکہ خدا کے رسولوں اور نبیوں اور ماموروں پر جو یہ اندھی دنیا طرح طرح کے الزام لگاتی ہے ان کو دفع نہ کیا جائے تو اس سے دعوت اور انذار کا کام سست ہو جاتا ہے۔ بلکہ رک جاتا ہے اور ان کی باتیں دلوں پر اثر نہیں کرتیں اور معقولی رنگ کے جواب اچھی طرح دلوں کے زنگ کو دُور نہیں کر سکتے پس اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی بدگمانیوں سے ہلاک نہ ہو جائیں اور ہیزم دوزخ نہ بن جائیں۔ لہٰذا وہ خدا جو کریم اور رحیم ہے۔ جو اپنی مخلوق کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اپنے زبردست نشانوں کے ساتھ اپنے نبیوں کی صفائی اور اصطفاء اور اجتباء کی شہادت دیتا ہے۔ اور جو شخص ان گواہیوں کو پاکر بھی اپنی بدظنیوں سے باز نہیں آتا۔ اس کے ہلاک ہونیکی خدا کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ خدا اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر خود کھڑا ہو جاتا ہے۔ شریر انسان خیال کرتا ہے کہ میرے مکر دنیا پر اثر ڈالیں گے۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے احمق کیا تیرے مکر میرے مکر سے بڑھ کر ہیں۔ میں تیرے ہی ہاتھوں کو تیری ذلت کا موجب کروں گا۔ اور تجھے تیرے دوستوں کے ہی آگے رسوا کر کے دکھلاؤنگا اور اسجگہ مجھے یوسف قرار دینے سے ایک اور بھی مقصد مدنظر ہے۔ کہ یُوسف نے مصر میں پہنچ کر کئی قسم کی ذلتیں اٹھائی تھیں جو دراصل اسکی ترقی مدارج کی ایک بنیاد تھی گو اوائل میں یوسف نادانوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل ہو گیا تھا۔ اور آخر خدا نے اسکو ایسی عزت دی کہ اسکو اسی ملک کا بادشاہ بنا کر

قحط کے دنوں میں وہی لوگ غلام کی طرح اسکے بنا دیئے۔ جو غلامی کا داغ بھی اس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ پس خدا تعالےٰ مجھے یوسف قرار دیکر یہ اشارہ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی میں ایسا ہی کروں گا۔ اسلام اور غیر اسلام میں روحانی غذا کا قحط ڈالدونگا اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے بجز اس سلسلہ کے کسی جگہ آرام نہ پائیں گے۔ اور ہر ایک فرقہ سے آسمانی برکتیں چھین لی جائیں گی۔ اور اسی بندہ درگاہ پر جو بول رہا ہے ہر ایک نشان کا انعام ہوگا۔ پس وہ لوگ جو اس روحانی موت سے بچنا چاہیں گے وہ اسی بندۂ حضرت عالی کی طرف رجوع کریں گے۔ اور یوسف کی طرح یہ عزت مجھے اسی توہین کے عوض دی جائے گی بلکہ دیگئی جس توہین کو ان دنوں میں ناقص العقل لوگوں نے کمال تک پہنچایا ہے اور گو میں زمین کی سلطنت کے لئے نہیں آیا مگر میرے لئے آسمان پر سلطنت ہے۔ جسکو دنیا نہیں دیکھتی اور مجھے خدا نے اطلاع دی ہے کہ آخر بڑے بڑے مفسد اور سرکش تجھے شناخت کرلیں گے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ یخرون علے الاذقان سجدا۔ ربنا اغفرلنا انا کنا خاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین* اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ زمین نے مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا کہ یا ولی اللہ کنت لا اعرفک۔ یعنی اے ولی اللہ میں اس سے پہلے تجھ کو نہیں پہچانتی تھی۔ زمین سے مراد اسجگہ اہل زمین ہیں۔ مبارک وہ جو دشمنانگی سے پہلے مجھ کو قبول کرے۔ کیونکہ وہ امن میں آئیگا۔ لیکن جو شخص زبردست نشانوں کے بعد مجھے قبول کرے اسکا ایمان رتی بھی قیمت نہیں رکھتا۔

اکنوں ہزار عذر بیارے گناہ را مرشوئے کردہ را بنو د زیب دخترے

پھر اور پیشگوئیاں ہیں جو مذکورہ بالا پیشگوئیوں کی تائید میں براہین احمدیہ میں مندرج ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ھو شعنا نعسا۔ آئی کو لو۔ آئی شیل گو یو لارج پارٹی آف اسلام ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاٰخرین۔ میں اپنی چمکار دکھاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ یا داؤد عامل بالناس رفقا واحسانا واما بنعمۃ ربک فحدث اشکر نعمتی رئیت خدیجتی۔ انک الیوم لذو حظ عظیم۔ ما ودعک ربک وما قلی۔ الم نشرح لک صدرک۔ الم نجعل لک سہولۃ فی کل امر بیت الفکر وبیت الذکر ومن دخلہ کان اٰمنا مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ قل اللہ حافظ عنایۃ اللہ حافظک۔ نحن نزلناہ وانا لہ لحافظون۔ اللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ویخوفونک من دونہٖ ائمۃ الکفر لا تخف انک انت الاعلیٰ ینصرک اللہ فی مواطن۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ وقالوا ان ھو الا

---

* : ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہم خطاکار تھے ہم نے گناہ کیا ہمارے گناہ بخش۔ پس خدا فرمائیگا کہ تم پر کوئی سرزنش نہیں کیونکہ تم ایمان لے آئے۔ خدا تمہارے گناہ بخش دے گا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔ اس جگہ بھی خدا نے مجھے لا تثریب کے لفظ کے ساتھ یوسف ہی قرار دیا۔

انّی امرت و ما سمعنا بھذا فی آبائنا الاولین ولقد کرمنا بنی آدم وفضلنا بعضھم علی بعض اجتبینا ھم واصطفیناھم کذالک لیکون آیۃ للمومنین. ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا. قل ھو اللہ عجیب. کل یوم ھو فی شان ففھمناھا سلیمان. وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا. قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مومنین. سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم تفردنا بذالک فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی (دیکھو براہین احمدیہ ۵۵۶ سے ۵۶۱ تک) ترجمہ: اے خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی فرما۔ ہم نے نجات دے دی۔ یہ دونوں فقرے عبرانی زبان میں ہیں اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کی صورت میں کی گئی۔ اور پھر دعا کا قبول ہونا ظاہر کیا گیا۔ اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو مجرد مشکلات ہیں یعنی تنہائی بیکسی ناداری کسی آئندہ زمانہ میں وہ دور کر دی جائیں گی۔ چنانچہ ۲۵ برس کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور اس زمانہ میں ان مشکلات کا نام و نشان نہ رہا۔ اور پھر دوسری پیشگوئی انگریزی زبان میں ہے اور میں اس زبان سے واقف نہیں۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے جو اس زبان میں وحی الٰہی نازل ہوئی۔ ترجمہ یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں[1] میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ ایک گروہ تو ان میں سے پہلے مسلمانوں میں سے ہوگا۔ اور دوسرا گروہ ان لوگوں میں سے ہوگا۔ جو دوسری قوموں میں سے ہوں گے۔ یعنی ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے یا کسی اور قوم میں سے۔ چنانچہ ہندوؤں کے گروہ میں سے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہو کر ہمارے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ جن میں سے ایک شیخ عبدالرحیم ہیں۔ جو اسی جگہ قادیان میں مقیم ہیں۔ جنہوں نے عربی کی کتابیں بھی پڑھ لی ہیں۔ اور قرآن شریف اور کتب درسیہ حدیث وغیرہ کو پڑھ لیا ہے۔ اور عربی میں خوب مہارت پیدا کر لی ہے۔ دوسرے شیخ مفضل حق جو اس ضلع کے رئیس ہیں۔ اور ان کا باپ جاگیردار ہے۔ تیسرے شیخ عبداللہ (دیوا نچند) جو سال ہا سال سے ڈاکٹری میں تجربہ رکھتے ہیں۔ اور اس جگہ قادیان میں وہی کام کرتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کے لئے اسی کام پر قادیان میں مامور ہیں۔ اسی طرح اور کئی ہیں جو اپنے اپنے وطنوں میں جاگزین ہیں۔ ایسا ہی یورپ اور امریکہ کے قدیم عیسائیوں میں بھی تھوڑے عرصہ سے ہمارے سلسلہ کا رواج ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ حال میں ہی ایک معزز انگریز شہر نیو یارک کا رہنے والا جو ملک یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں ہے جس کا پہلا نام ہے الیف ایل انیڈرسن نمبر ۲۰۲ - ۲۰۰ ورتھ سٹریٹ اور بعد اسلام اس کا نام حسن رکھا گیا ہے۔ وہ ہماری جماعت یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے۔ اور اس نے اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھ کر اپنا نام اس جماعت میں درج

---

[1] - یعنی سچی اور صافی اور کامل محبت جو ہم کو اس بندہ سے ہے دوسروں کو نہیں۔ ہم اس امر میں منفرد ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محبت

کرتا ہے۔ اور ہماری کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ شدہ ہیں پڑھتا ہے۔ قرآن شریف کو عربی میں پڑھ لیتا ہے۔ اور لکھ بھی سکتا ہے۔ ایسا ہی اور کئی انگریزان ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخواں ہیں۔ اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جنکا نام ہے سے جارج بیکر نمبر ۴۰۲ ... کونی عیننا ایو ... فلاڈیلفیا امریکہ۔ سیکرٹن ریلویوف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر جو چٹھی ... یہ الفاظ لکھتے ہیں "مجھے آپکے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے انہوں نے اسلام کو ٹھیک اسی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی کریم صلعم نے پیش کیا تھا۔" اور ایک عورت امریکہ سے میری نسبت اپنے خط میں لکھتی ہے۔ "کہ میں ہر وقت ان کی تصویر کو دیکھتی رہنا پسند کرتی ہوں یہ تصویر بالکل مسیح کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔" اور اسی طرح ہمارے ایک دوست کی بیوی جسکا پہلا نام ایلزی بتھ تھا جو انگلینڈ کی باشندہ ہے۔ اس جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔ اسی طرح اور کئی خطا امریکہ انگلینڈ روس وغیرہ ممالک سے متواتر آتے ہیں اور وہ تمام خطوط متعصب منکروں کے منہ بند کرنے کیلئے محفوظ رکھے جاتے ہیں ایک بھی ضائع نہیں کیا گیا اور دن بدن ان ممالک میں ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے قدرتی طور پر ایک جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اور تعجب ہے کہ وہ خود بخود ہمارے سلسلہ سے مطلع ہوتے جاتے ہیں۔ اور خدائے کریم و رحیم و حکیم ان کے دلوں میں ایک انس اور محبت اور حسن ظن پیدا کرتا جاتا ہے۔ اور صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور وہ اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا سخت بھوکا بہ شدت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اسکو پانی اور کھانا ملجائے اسی طرح وہ اس سلسلہ کے ظہور سے خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں اسلام کی شکل کو تفریط اور افراط کے سیلاب نے بگاڑ دیا تھا۔ ایک فرقہ جو محض زبان سے اسلام کا دعوےٰ کرتا ہے۔ وہ قطعاً اسلامی برکات سے منکر ہو چکا تھا اور معجزات اور پیشگوئیوں سے نہ صرف انکار بلکہ دن رات ٹھٹھا اور ہنسی کرتا تھا اور معاد کے اوقات کی اصل حقیقت نہ کچھ کر اس سے بھی تمسخر اور انکار سے پیش آتا تھا اور عبادات اسلامیہ سے جن سے روحانیت کے دروازے کھلتے ہیں۔ سبکدوش ہونا چاہتا تھا غرض دہریت سے بہت قریب جا رہا تھا۔ اور صرف نام کا مسلمان تھا اور وہ امر جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں ما بہ الامتیاز ہے۔ جو کوئی شخص اپنی طاقت سے اپنے مذہب میں وہ جیسا امتیازی نشان کو داخل کر ہی نہیں سکتا۔ اس سے جو وہ بالکل بے خبر تھا۔ یہ تو تفریط والوں کا حال تھا اور دوسرے فریق نے افراط کی راہ اختیار کر لی تھی۔ یعنی ایسے بے اصل قصے اور بیہودہ کہانیاں جو کتاب اللہ کے برخلاف ہیں جیسے حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ دنیا میں آنا اپنے مذہب کا جزو بنا دیا تھا حالانکہ خدا تعالیٰ نے صریح الفاظ سے

قرآن شریف میں ان کی وفات ظاہر کرتا ہے۔ اور احادیث نبویہ میں صراحت سے لکھا گیا ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ جیسا کہ موسےٰؑ کے سلسلہ کا مسیح اسی قوم سے تھا۔ نہ کہ آسمان سے آیا تھا۔ پس اس تفریط اور افراط کو دُور کرنے کیلئے خدا نے یہ سلسلہ زمین پر قائم کیا۔ جو بباعث اپنی سچائی اور خوبصورتی اور اعتدال کے ہر ایک اہل دل کو پسند آتا ہے۔ غرض یہ پیشگوئی کہ ایک گروہ پرانے مسلمانوں میں سے اس سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگا۔ اور ایک گروہ نئے مسلمانوں میں سے یعنی یورپ اور امریکہ اور دیگر کفار کی قوموں میں سے اس سلسلہ کے اندر اپنے تئیں لائے گا ۲۵ برس بعد اس زمانہ سے کہ جب خبر دی گئی پوری ہوئی۔ یاد رکھو کہ جیسا کہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں عربی زبان میں اس پیشگوئی کے یہ لفظ ہیں۔ جو وحی الٰہی نے میرے پر ظاہر کئے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں آج سے ۲۵ برس پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ یعنی اس سلسلہ میں داخل ہونے والے دو فریق ہوں گے ایک پُرانے مسلمان جنکا نام اولین رکھا گیا جو اب تک تین لاکھ کے قریب اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور دوسرے نئے مسلمان جو دوسری قوموں میں سے اسلام میں داخل ہوں گے یعنی ہندوؤں اور سکھوں اور یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں سے اور وہ بھی ایک گروہ اس سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اسی زمانہ کے بارے میں جو میرا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دیا ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ کہ آخری دنوں میں طرح طرح کے مذاہب پیدا ہو جائیں گے۔ اور ایک مذہب دُوسرے مذہب پر حملہ کرے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے۔ یعنی تعصب بہت بڑھ جائے گا۔ اور لوگ طلب حق کو چھوڑ کر خواہ مخواہ اپنے مذاہب کی حمایت کریں گے۔ اور کینے اور تعصب ایسے حد اعتدال سے گذر جائیں گے کہ ایک قوم دُوسری قوم کو نگل لینا چاہے گی۔ تب انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کیلئے ایک کرنا بجائیگا اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ قرآن شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ اور یہ بات کہ وہ نفخ کیا ہوگا اور اس کی کیفیت کیا ہوگی اسکی تفصیل وقتاً فوقتاً خود ظاہر ہوتی جائے گی۔ مجملاً صرف اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ استعدادوں کو جنبش دینے کیلئے کچھ آسمانی کارروائی ظہور میں آئے گی۔ اور ہولناک نشان ظاہر ہوں گے۔ تب سعید لوگ جاگ اٹھیں گے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ کیا یہ وہی زمانہ نہیں جو قرب قیامت ہے۔ جسکی نبیوں نے خبر دی ہے اور کیا یہ وہی انسان نہیں جسکی نسبت اطلاع دی گئی تھی کہ اس امت میں سے وہ مسیح ہو کر آئے گا۔ جو عیسیٰ بن مریم کہلائیگا۔ تب جسکے دل میں ایک ذرہ بھی

سعادت اور رُشد کا مادہ ہے خدا تعالیٰ کے غضبناک نشانوں کو دیکھ کر ڈرے گا اور طاقت بالا اسکو کھینچ کر حق کی طرف لے آئیگی۔ اور اس کے تمام تعصب اور کینے یوں جل جائیں گے جیسا کہ ایک خشک تنکا بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑکر بھسم ہو جاتا ہے۔ غرض اسوقت ہر ایک رشید خدا کی آواز سن لے گا اور اسکی طرف کھینچا جائے گا اور دیکھ لیگا کہ اب زمین اور آسمان دُوسرے رنگ میں ہیں نہ وہ زمین ہے۔ اور نہ وہ آسمان جیسا کہ مجھے پہلے اس سے ایک کشفی رنگ میں دکھلایا گیا تھا کہ میں نے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنایا ایسا ہی عنقریب ہونیوالا ہے اور کشفی رنگ میں یہ بنانا میری طرف منسوب کیا گیا کیونکہ خدا نے اس زمانہ کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ لہٰذا اس نئے آسمان اور نئی زمین کا میں ہی موجب ہوا اور ایسے استعارات خدا کی کلام میں بہت ہیں لیکن اسجگہ شائد بعض نادانوں کو یہ اشکال پیش آوے کہ اگرچہ یہ تو صحیح مسلم اور بخاری میں آچکا ہے۔ کہ آنے والا مسیح اسی امت میں سے ہوگا اور قرآن شریف میں بھی سورۂ نور میں منکم کا لفظ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ ہر ایک خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا۔ اور آیت کما استخلف الذین من قبلھم بھی اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر غیر معمولی نہیں ہوگا۔ بلکہ جسطرح صدر زمانۂ اسلام میں ہمارے نبیؐ مثیلِ موسےٰ ہیں جیسا کہ آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولا سے ظاہر ہے۔ ایسا ہی آخر زمانۂ اسلام میں دونوں سلسلوں موسوی اور محمدی کا اول اور آخر میں تطابق پورا کرنے کے لئے مثیلِ عیسےٰ کی ضرورت تھی جس کی نسبت حدیثِ بخاری اماکم منکم اور حدیث مسلم امکم منکم وضاحت سے خبر دے رہی ہے مگر اسی امت میں سے عیسےٰ بننے والا ابن مریم کیونکر کہلا سکے۔ وہ تو مریم کا بیٹا نہیں ہے۔ حالانکہ حدیثوں میں ابنِ مریم کا لفظ آیا ہے۔ پس یاد رہے کہ یہ وسوسہ جو نادانوں کے دلوں کو پکڑتا ہے قرآن شریف میں سورۂ تحریم میں اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ تحریم میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے مشابہت دی گئی ہے۔ اور پھر اس میں عیسےٰ کی رُوح کے نفخ کا ذکر کیا گیا ہے جس میں صریح اشارہ کیا گیا ہے کہ اس امت میں سے کوئی فرد اوّل مریم کے درجہ پر ہوگا اور پھر اس مریم میں نفخ روح کیا جائے گا۔ تب وہ اس درجہ سے منتقل ہو کر ابنِ مریم کہلائے گا۔ اور اگر کوئی مجھ سے سوال کرے کہ اگر یہی سچ ہے تو پھر تمہارے الہامات میں بھی اسکی طرف کوئی اشارہ ہونا چاہیے تھا۔ اسکے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ آج سے ۲۵ برس پہلے ہی تصریح میری کتاب براہین احمدیہ حصص سابقہ میں موجود ہے۔ اور نہ صرف اشارہ بلکہ پُوری وضاحت سے کتاب براہین احمدیہ حصص سابقہ میں ایک لطیف استعارہ کے رنگ میں مجھے ابنِ مریم ٹھہرایا گیا ہے۔ چاہیئے کہ اول وہ کتاب ہاتھ میں لے لو اور پھر دیکھو کہ اسکی اوائل میں اوّل میرا نام خدا تعالیٰ نے مریم رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے یا مریم اسکن انت وزوجک

الجنة۔ یعنی اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہو۔ پھر آگے چلکر کئی صفحوں کے بعد جو ایک مدت پیچھے لکھے گئے تھے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ یامریم نفخت فیک من لدنی روح الصدق۔ یعنی اے مریم میں نے تجھ میں صدق کی رُوح پھونک دی۔ پس یہ رُوح پھونکنا گویا روحانی حمل تھا کیونکہ اس جگہ وہی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو مریم صدیقہ کی نسبت استعمال کئے گئے تھے۔ جب مریم صدیقہ میں رُوح پھونکی گئی تھی۔ تو اسکے یہی معنے تھے۔ کہ اسکو حمل ہو گیا تھا جس حمل سے عیسےٰؑ پیدا ہوا۔ پس اس جگہ بھی اسیطرح فرمایا کہ تجھ میں روح پھونکی گئی۔ گویا یہ ایک روحانی حمل تھا۔ پھر آگے چلکر آخر کتاب میں مجھے عیسےٰ کرکے پکارا گیا کیونکہ بعد نفخ روحانی مریمی حالت عیسےٰ بننے کیلئے مستعد ہوئی جبکو استعارہ کے رنگ میں حمل قرار دیا گیا۔ پھر آخر اسی مریمی حالت سے عیسےٰ پیدا ہو گیا اسی رنگ کے لئے کتاب کے آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور کتاب کے اوّل میں مریم نام رکھا گیا۔ اب شرم اور حیا اور انصاف اور تقوےٰ کی آنکھ سے اوّل سورۂ تحریم میں اس آیت پر غور کرو جس میں بعض افراد اس امت کو مریم سے نسبت دیگئی ہے اور پھر مریم میں نفخ روح کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو اس حمل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس سے عیسےٰ پیدا ہونے والا ہے۔ پھر بعد اسکے براہین احمدیہ حصص سابقہ کے یہ تمام مقامات پڑھو اور خدا تعالےٰ سے ڈر کر خوف کرو کہ کس طرح اس نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر مریم میں نفخ روح کا ذکر کیا۔ اور آخر کتاب میں اسکا مریم کے روحانی حمل سے مجھے عیسےٰ بنا دیا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دعوے سے ایک زمانہ دراز پہلے یہ لطیف معارف پیشی بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا تم خود گواہ ہو کہ اسوقت اور اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اسطرح پر عیسےٰ المسیح بنایا جاؤں گا۔ بلکہ میں تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا۔ کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسےٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آئیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسےٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آئیتیں میری طرف منسوب کر دیں۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھدیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور میری آنکھیں اسوقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھولکر مجھ کو نہ سمجھایا کہ عیسےٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے۔ اور وہ واپس نہیں آئے گا۔ اس زمانہ اور اس امت کے لئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں درج ہو گئی یہ بھی خدا تعالےٰ کا ایک نشان تھا اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ تھا۔ مگر اب میں اس سخت دل قوم

کا کیا علاج کروں کہ نہ قسم کو مانتے ہیں نہ نشانوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نہ خداتعالیٰ کی ہدایتوں پر غور کرتے ہیں۔ آسمان نے بھی نشان دکھلائے اور زمین نے بھی مگر انکی آنکھیں بند ہیں۔ اب نہ معلوم خدا انہیں کیا دکھلائے گا۔

اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خداتعالیٰ نے میرا نام عیسےٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے انتہا تک جسقدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھدئے ہیں۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۴۹۲ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً خلق آدم ناکرمہ دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ ۵۰۴ دونوں فقروں کے معنے یہ ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو۔ پھر فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک ہی رات میں تمام سیر کرادیا۔ پیدا کیا اس آدم کو۔ پھر اس کو بزرگی دی۔ ایک ہی رات میں سیر کرانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تکمیل ایک ہی رات میں کردی اور صرف چار پہر میں اسکے سلوک کو کمال تک پہنچا یا۔ اور خدا نے جو میرا نام آدم رکھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عام طور پر بنی آدم کی روحانیت پر موت آگئی تھی۔ پس خدا نے نئی زندگی کے سلسلہ کا مجھے آدم ٹھہرایا۔ اور اس مختصر فقرہ میں یہ پیشگوئی پوشیدہ ہے کہ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی۔ ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلے گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کیا اور خدا تعالےٰ نے اس اعتراض کو رد کر کے کہا کہ آدم کے حالات جو مجھے معلوم ہیں، وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہی واقعہ میرے پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ وحی الٰہی درج ہے کہ لوگ میری نسبت ایسے ہی اعتراض کریں گے۔ جیسے کہ آدمؑ پر کئے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وان یتخذونک الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ۔ جاھل او مجنون یعنی تجھے لوگ ہنسی کی جگہ بنالیں گے۔ اور کہیں گے کیا یہی شخص خدا نے مبعوث فرمایا ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ انہیں حصص براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق یعنی تیرا میرے نزدیک وہ مقام ہے جسکو دنیا نہیں جانتی۔ یہ جواب اسی قسم کا ہے۔ جیسا کہ آدم کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔ قال انی اعلم مالا تعلمون بلکہ یہی آیتیں بعینہٖ اگرچہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں نہیں مگر دوسری کتابوں میں میری نسبت بھی وحی الٰہی ہوکر شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری آدم سے مجھے یہ بھی مناسبت ہے کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا۔ اور میں بھی توام پیدا ہوا۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی بعدہ میں۔ اور باایں ہمہ

میں اپنے والد کے لئے خاتم الولد تھا میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اور میں جمعہ کے روز پیدا ہوا تھا۔ اور
آدم کا حوا سے پہلے پیدا ہونا اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ وہ سلسلہ ... کا مبدء ہے اور میرا اپنی ہمشیرہ کے
بعد میں پیدا ہونا اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ میں دنیا کے سلسلہ کے خاتمہ پر آیا ہوں چنانچہ چھٹے ہزار کے آخر میں میری
پیدائش ہے۔ اور قمری حساب کی رو سے اب ساتواں ہزار جاتا ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے اور میری نسبت
فرمایا ہے ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں
کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ میں ان کو غرق کروں گا۔ خدا نے نوح کے زمانہ میں ظالموں کو
قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی مراد ہے
اس حساب سے اب یہ زمانہ اسوقت پر آپہنچا ہے جبکہ نوح کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ
نے مجھے فرمایا اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ
فوق ایدیھم یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ
تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو
انسانوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی
ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگرداں ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص درحقیقت
اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل
نہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز
ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے
ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے
کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں
کا علم بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ انکو مطلع کروں کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے
اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا سلام
علیک یا ابراھیم (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۰) یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم کو خدا تعالیٰ

نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ فرماتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے بورکت یا احمد وکان ما بارک اللہ فیک حقا فیک یعنی اے احمد تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے سبحان اللہ زاد مجدک ینقطع اباءک ویبدء منک یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا۔ اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ اور ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی تھی جو اس نے اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اس نے ابراہیم کو خود تسلی دی۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم رکھ کر فرماتا ہے سلام علی ابراهیم صافیناه ونجیناه من الغم تفردنا بذلک صفحہ ۵۶۱۔ یعنی اس ابراہیم پر سلام۔ ہماری اس سے محبت صافی ہے جس میں کوئی کدورت نہیں اور ہم اس کو غم سے نجات دیں گے۔ یہ محبت ہم سے ہی مخصوص ہے۔ کوئی دوسرا اس کا ایسا محب نہیں اور پھر ایک اور جگہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم کہا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: یا ابراهیم اعرض عن هذا انه عمل غیر صالح انما انت مذکر وما انت علیهم بمصیطر صفحہ ۵۱۰۔ یعنی اے ابراہیم اس شخص سے الگ ہو جا یہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ اور تیرا کام یاد دلانا ہے۔ تو اس پر داروغہ تو نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو بعض اپنی قوم کے لوگوں سے اور قریب رشتوں سے قطع تعلق کرنا پڑا تھا۔ پس میری نسبت یہ پیشگوئی تھی۔ کہ مجھے بھی بعض قوم کے قریب لوگوں سے قطع تعلق کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ پھر ایک اور جگہ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ونظرنا الیک وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم دیکھو صفحہ ۲۴۰۔ یعنی ہم نے اس ابراہیم کی طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا۔ یہ آئندہ زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی ہے اور جہاں تک اس وقت میرا خیال ہے یہ ان خوفناک مقدمات کے لئے بشارت ہے۔ جن میں جان اور عزت کے تلف ہونے کا اندیشہ تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر مارٹن کلارک کا میرے پر استغاثہ اقدام قتل اور کرم دین کا مقدمہ اور آگ سے مراد اس جگہ وہ

آگ ہے جو حکام کے غضب اور اشتعال سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ ہم غضب اور اشتعال کی آگ کو ٹھنڈی کر دیں گے اور سلامتی سے مخلصی ہوگی۔ اور اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام یوسف بھی رکھا گیا ہے۔ اور مشابہت کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تلطف بالناس وترحم علیهم انت فیهم بمنزلة موسیٰ واصبر علی ما یقولون (دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ) یعنی لوگوں سے لطف اور مدارات سے پیش آ۔ تو ان میں موسیٰ کی طرح ہے اور ان کی دلآزار باتوں پر صبر کرتا رہ۔ یعنی موسیٰ بڑا حلیم تھا اور ہمیشہ بنی اسرائیل آئے دن مرتد ہوتے تھے اور موسیٰ پر حملے کرتے اور بعض اوقات کئی بیہودہ الزام اس پر لگاتے تھے مگر موسیٰ ہمیشہ صبر کرتا تھا اور ان کا شفیع تھا۔ موسیٰ ان کو ایک چلتے ہوئے تنور سے نکال لایا اور فرعون کے ہاتھ سے نجات دی۔ اور موسیٰ نے فرعون کے سامنے بڑے بڑے ہولناک معجزے دکھائے۔ پس اس نام کے رکھنے میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا۔ اسی طرح خدا نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام داؤد بھی رکھا جس کی تفصیل عنقریب اپنے موقعہ پر آئے گی۔ ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام سلیمان بھی رکھا اور اس کی تفصیل بھی عنقریب آئے گی۔ ایسا ہی براہین احمدیہ حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد اور محمد بھی رکھا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ خاتم نبوت ہیں ویسا ہی یہ عاجز خاتم ولایت ہے۔ اور بعد اس کے میری نسبت براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ بھی فرمایا: جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء کے پیرایوں میں۔ اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو حصہ دیا گیا ہے۔ اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی اور اسی میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ تمام انبیاء کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو حد سے بڑھ گئے تھے جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان سے مشابہ ہیں۔ اگر وہ توبہ کریں۔ غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالات اخیار و کمالات اشرار ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ رحم نہ کرے تو اس زمانہ کے شریر تمام گذشتہ عذابوں کے مستحق ہیں۔ یعنی اس زمانہ میں تمام گذشتہ عذاب جمع ہو سکتے ہیں۔ اور جیسا کہ پہلی امتوں میں کوئی قوم طاعون سے مری کوئی قوم صاعقہ سے اور کوئی قوم

زلزلہ سے اور کوئی قوم پانی کے طوفان سے اور کوئی قوم آندھی کے طوفان سے اور کوئی قوم خسف سے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ایسے عذابوں سے ڈرانا چاہیے اور وہ اپنی اصلاح کریں کیونکہ اکثر لوگوں میں یہ تمام مواد موجود ہیں جس شخص علم الٰہی سے حصہ ہے سمجھ سکتا ہے۔ اور یہ فقرہ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء بہت تفصیل کے لائق ہے جس کا یہ مطلب ہے اس جگہ نہیں ہو سکتا۔ اور صرف قدر اجمالاً کافی ہے۔ کہ ہر ایک گذشتہ نبی کی عادت اور خاصیت اور واقعات میں سے کچھ مجھ میں ہے۔ اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گذشتہ نبیوں کے ساتھ رنگارنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے۔ اور کی جائے گی اور یہ امر صرف اسرائیلی نبیوں کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ کل دنیا میں جو نبی گذرے ہیں ان کی مثالیں اور ان کے واقعات میرے ساتھ اور میرے اندر موجود ہیں۔ اور ہندوؤں میں جو ایک نبی گذرا ہے جس کا نام کرشن تھا وہ بھی اسی میں داخل ہے۔ افسوس کہ جیسے داؤد نبی پر شریر لوگوں نے فسق و فجور کی تہمتیں لگائیں ایسی ہی تہمتیں کرشن پر بھی لگائی گئی ہیں۔ اور جیسا کہ داؤد خدا تعالیٰ کا پہلوان اور بڑا بہادر تھا اور خدا اس سے پیار کرتا تھا ایسا ہی آریہ ورت میں کرشن تھا پس یہ کہنا درست ہے کہ آریہ ورت کا داؤد کرشن ہی تھا۔ اور اسرائیلی نبیوں کا کرشن داؤد ہی تھا۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم کہیں کہ داؤد کرشن تھا یا کرشن داؤد تھا کیونکہ زمانہ اپنے اندر ایک گردش دوری رکھتا ہے اور نیک ہوں یا بد ہوں بار بار دنیا میں ان کی امثال پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانہ میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں یہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یاجوج ماجوج کے ذکر کے وقت اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدس کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں۔ یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں۔ کیونکہ سورۂ کہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت فرمایا ہے: قلنا یا ذا القرنین پس اس وحی الٰہی

کی رُو سے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اِس امت کیلئے ذوالقرنین مَیں ہوں۔ اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے۔ مگر ان کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ذوالقرنین وہ ہوتا ہے۔ جو دو صدیوں کا پانے والا ہو۔ اور میری نسبت یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے جسقدر اپنے اپنے طور پر صدیوں کی تقسیم کر رکھی ہے ان تمام تقسیموں کے لحاظ سے جب دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا۔ کہ میں نے ہر ایک قوم کی دو صدیوں کو پالیا ہے۔ میری عمر اس وقت تخمیناً ۷۰ سال ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس حساب سے جیسا کہ میں نے دو ہجری صدیوں کو پالیا ہے۔ ایسا ہی دو عیسائی صدیوں کو بھی پالیا ہے۔ اور ایسا ہی دو ہندی صدیوں کو بھی جن کا سن بکرماجیت سے شروع ہوتا ہے۔ اور میں نے جہاں تک ممکن تھا قدیم زمانہ کے تمام ممالک شرقی اور غربی کی مقرر شدہ صدیوں کا ملاحظہ کیا ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں جسکی مقرر کردہ صدیوں میں سے دو صدیں میں نے نہ پائی ہوں۔ اور بعض احادیث میں بھی آچکا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ غرض بموجب نص وحی الٰہی کے میں ذوالقرنین ہوں اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی ان آیتوں کی نسبت جو سورۂ کہف میں ذوالقرنین کے قصہ کے بارے میں ہیں میرے پر پیشگوئی کے رنگ میں معنے کھولے ہیں۔ میں ذیل میں ان کو بیان کرتا ہوں مگر یاد رہے کہ پہلے معنوں سے انکار نہیں ہے۔ وہ گذشتہ سے متعلق ہیں۔ اور یہ آئندہ کے متعلق اور قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ اسکے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کی عبارت یہ ہے: یسئلونك عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منه ذکرا ؕ یعنی یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں۔ ان کو کہو کہ میں ابھی تھوڑا سا تذکرہ ذوالقرنین کا تمکو سناؤں گا۔ اور پھر بعد اس کے فرمایا: انا مکنا له فی الارض وآتیناہ من کل شیء سببا یعنی ہم اس کو یعنی مسیح موعود کو جو ذوالقرنین بھی کہلائیگا روئے زمین پر ایسا مستحکم کریں گے کہ کوئی اس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ اور ہم ہر طرح سے ساز و سامان اسکو دیں گے اور اس کی کارروائیوں کو سہل اور آسان کر دیں گے۔ یاد رہے کہ یہ وحی براہین احمدیہ حصص سابقہ میں بھی میری نسبت ہوئی ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے: الم نجعل لك سهولة فی کل امر۔ یعنی کیا ہم نے ہر ایک امر میں تیرے لئے آسانی نہیں کر دی۔ یعنی کیا ہم نے تمام وہ سامان تیرے لئے میسر

نہیں کر دیئے۔ جو تبلیغ اور اشاعت حق کے لئے ضروری تھے جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ اس نے میرے لئے وہ سامان تبلیغ اور اشاعت حق کے میسر کر دیئے جو کسی نبی کے وقت میں موجود نہ تھے۔ تمام قوموں کی آمد و رفت کی راہیں کھولی گئیں سطح مسافرت کے لئے وہ آسانیاں کر دی گئیں کہ برسوں کی راہیں دنوں میں طے ہونے لگیں اور خبر رسانی کے وہ ذریعے پیدا ہوئے کہ ہزاروں کوس کی خبریں چند منٹوں میں آنے لگیں۔ ہر ایک قوم کی وہ کتابیں شائع ہوئیں جو مخفی اور مستور تھیں اور ہر ایک چیز کے بہم پہنچانے کے لئے ایک سبب پیدا کیا گیا۔ کتابوں کے لکھنے میں جو دقتیں تھیں وہ چھاپہ خانوں سے دفع اور دور ہو گئیں یہاں تک کہ ایسی ایسی مشینیں نکلی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے دس دن میں کسی مضمون کو اس کثرت سے چھاپ سکتے ہیں۔ کہ پہلے زمانوں میں دس سال میں بھی وہ مضمون قید تحریر میں نہیں آسکتا تھا۔ اور پھر ان کے شائع کرنے کے اسقدر حیرت انگیز سامان نکل آئے ہیں۔ کہ ایک تحریر صرف چالیس دن میں تمام دنیا کی آبادی میں شائع ہو سکتی ہے اور اس زمانہ سے پہلے ایک شخص بشرطیکہ اسکی عمر بھی لمبی ہو سو برس تک بھی اس وسیع اشاعت پر قادر نہیں ہو سکتا۔ پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے، فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة ووجد عندها قوما۔ قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیهم حسنا۔ قال اما من ظلم فسوف نعذبه ثم یرد الی ربه فیعذبه عذابا نکرا۔ واما من امن وعمل صالحا فله جزاء الحسنی۔ وسنقول له من امرنا یسرا۔ یعنی جب ذوالقرنین کو جو مسیح موعود ہے ہر ایک طرح کے سامان دیئے جائیں گے پس وہ ایک سامان کے پیچھے پڑے گا۔ یعنی وہ مغربی ممالک کی اصلاح کیلئے کمر باندھے گا۔ اور وہ دیکھے گا کہ آفتاب صداقت اور حقانیت ایک کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو گیا۔ اور اس غلیظ چشمہ اور تاریکی کے پاس ایک قوم کو پائے گا جو مغربی قوم کہلائے گی۔ یعنی مغربی ممالک میں عیسائیت کے مذہب والوں کو نہایت تاریکی میں مشاہدہ کریگا نہ اُن کے مقابل پر آفتاب ہو گا جس سے وہ روشنی پا سکیں۔ اور نہ ان کے پاس پانی صاف ہو گا جسکو وہ پویں یعنی انکی علمی اور عملی حالت نہایت خراب ہو گی۔ اور وہ روحانی روشنی اور روحانی پانی سے بے نصیب ہونگے۔ تب ہم ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کو کہیں گے کہ تیرے اختیار میں ہے چاہے تو انکو عذاب دے یعنی عذاب نازل ہونے کے لئے بد دعا کرے۔ (جیسا کہ حدیث صحیحہ میں مروی ہے) یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا شیوہ اختیار کرے۔ تب ذوالقرنین یعنی مسیح موعود جواب دیگا کہ ہم اسی کو سزا دلانا چاہتے ہیں جو

ظالم ہو وہ دنیا میں بھی ہماری بددعا سے سزایاب ہوگا۔ اور پھر آخرت میں سخت عذاب دیکھے گا۔ لیکن جو شخص سچائی سے منہ نہیں پھیرے گا۔ اور نیک عمل کریگا۔ اسکو نیک بدلہ دیا جائے گا۔ اور اسکو انہیں کاموں کی بجا آوری کا حکم ہوگا جو سہل ہیں۔ اور آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ غرض یہ مسیح موعودؑ کے حق میں پیشگوئی ہے۔ کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا۔ جبکہ مغربی ممالک کے لوگ نہایت تاریکی میں پڑے ہوں گے اور آفتاب صداقت ان کے سامنے سے بالکل ڈوب جائیگا اور ایک گندے اور بدبودار چشمہ میں ڈوبے گا یعنی بجائے سچائی کے بدبودار عقائد اور اعمال انمیں پھیلے ہوئے ہونگے اور وہی ان کا پانی ہوگا جسکو وہ پیتے ہونگے اور روشنی کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ تاریکی میں پڑے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ یہی حالت عیسائی مذہب کی آجکل ہے جیسا کہ قرآن شریف نے ظاہر فرمایا ہے۔ اور عیسائیت کا بھاری مرکز ممالک مغربیہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ثم اتبع سببا حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علیٰ قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا۔ کذٰلک وقد احطنا بما لدیہ خبرا۔ یعنی پھر ذوالقرنین جو مسیح موعود ہے جسکو ہر ایک سامان عطا کیا جائے گا۔ ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا۔ یعنی ممالک مشرقیہ کے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالے گا اور وہ جگہ جس سے سچائی کا آفتاب نکلتا ہے اسکو ایسا پائیگا کہ ایک ایسی نادان قوم پر آفتاب نکلا ہے۔ جنکے پاس دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی بھی سامان نہیں یعنی وہ لوگ ظاہر پرستی اور افراط کی دھوپ سے جلتے ہونگے اور حقیقت سے بے خبر ہونگے اور ذوالقرنین یعنی مسیح موعود کے پاس حقیقی راحت کا سامان سب کچھ ہوگا جسکو ہم خوب جانتے ہیں۔ مگر وہ لوگ قبول نہیں کریں گے اور وہ لوگ افراط کی دھوپ سے بچنے کیلئے کچھ بھی پناہ نہیں رکھتے ہونگے نہ گھر نہ سایہ دار درخت نہ کپڑے جو گرمی سے بچا سکیں اسلئے آفتاب صداقت جو طلوع کرے گا انکی ہلاکت کا موجب ہوجائیگا۔ یہ ان لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو آفتاب ہدایت کی روشنی تو ان کے سامنے موجود ہے۔ اور اس گروہ کی طرح نہیں ہیں جن کا آفتاب غروب ہوچکا ہے لیکن ان لوگوں کو اس آفتاب ہدایت سے بجز اس کے کوئی فائدہ نہیں۔ کہ دھوپ سے چمڑا انکا جل جائے۔ اور رنگ سیاہ ہوجائے۔ اور آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہے۔ اس تعلیم سے اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے تین قسم کا دورہ ہوگا۔ اول اس قوم پر نظر ڈالیگا جو آفتاب ہدایت کو کھو بیٹھے ہیں۔ اور ایک تاریکی اور کیچڑ کے چشمہ میں بیٹھے ہیں۔ دوسرا دورہ اس کا ان لوگوں پر ہوگا جو ننگ دھڑنگ آفتاب کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی ادب سے اور حیا سے اور تواضع سے اور نیک ظن سے کام نہیں لیتے

نرے ظاہر پرست ہیں۔ گویا آفتاب کے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں سو وہ بھی فیض آفتاب سے بے نصیب ہیں اور ان کو آفتاب سے بجز جلنے کے اور کوئی حصّہ نہیں۔ یہ ان مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن میں مسیح موعود ظاہر تو ہوا مگر وہ انکار اور مقابلہ سے پیش آئے اور حیا اور ادب اور حسن ظن سے کام نہ لیا اس لئے اس سعادت سے محروم رہ گئے۔ بعد اس کے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ثم اتبع سببًا حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونھما قومًا لایکادون یفقھون قولًا۔ قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجًا علےٰ ان تجعل بیننا وبینھم سدًّا۔ قال ما مکنّی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم ردمًا۔ اٰتونی زبر الحدید حتی اذا ساوٰی بین الصدفین قال انفخوا حتیٰ اذا جعلہ نارًا قال اٰتونی افرغ علیہ قطرًا۔ فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبًا۔ قال ھذا رحمۃ من ربی فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقًا۔ وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعنھم جمعًا وعرضنا جھنم یومئذ للکفرین عرضًا۔ الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعًا۔ افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا جھنم للکفرین نزلًا۔ پھر ذوالقرنین یعنی مسیح موعود ایک اور سامان کے پیچھے پڑے گا۔ اور جب وہ ایک ایسے موقعہ پر پہنچے گا یعنی جب وہ ایک ایسا نازک زمانہ پائے گا جسکو بین السدین کہنا چاہیئے۔ یعنی دو پہاڑوں کی بیچ مطلب یہ کہ ایسا وقت پائے گا جبکہ دو طرفہ خوف میں لوگ پڑے ہوں گے اور ضلالت کی طاقت حکومت کی طاقت کے ساتھ مل کر خوفناک نظارہ دکھائے گی۔ تو ان دونوں طاقتوں کے ماتحت ایک قوم کو پائے گا۔ جو اسکی بات کو مشکل سے سمجھیں گے۔ یعنی غلط خیالات میں مبتلا ہوں گے اور بباعث غلط عقائد مشکل سے اس ہدایت کو سمجھیں گے جو وہ پیش کرے گا۔ لیکن آخرکار سمجھ لیں گے۔ اور ہدایت پا لیں گے۔ اور یہ تیسری قوم ہے۔ جو مسیح موعود کی ہدایات سے فیض یاب ہوں گے۔ تب وہ اس کو کہیں گے کہ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ پس اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کے لئے چندہ جمع کر دیں۔ تا آپ ہم میں اور ان میں کوئی روک بنا دیں۔ وہ جواب میں کہے گا کہ جس بات پر خدا نے مجھے قدرت بخشی ہے۔ وہ تمہارے چندوں سے بہتر ہے۔ ہاں اگر تم نے کچھ مدد کرنی ہو تو اپنی طاقت کے موافق کرو تا میں تم میں اور ان میں ایک دیوار کھینچ دوں۔ یعنی ایسے طور پر ان پر حجت پوری کروں کہ وہ کوئی

طعن تشنیع اور اعتراض کا نہ پر حملہ نہ کر سکیں۔ لوہے کی سلیں مجھے مراد کا ۔ ایک در دفت ۔۔۔ ۔۔ تو بند کیا جائے یعنی اپنے تئیں میری تعلیم اور دلائل پر مضبوطی سے قائم کرو اور پوری استقامت اختیار کرو اور اس طرح پر خود لوہے کی سل بن کر مخالفانہ حملوں کو روکو اور پھر سلوں میں آگ پھونکو۔ جب تک کہ وہ خود آگ بن جائیں۔ یعنی محبت الٰہی اس قدر اپنے اندر بھڑکاؤ کہ خود الٰہی رنگ اختیار کرو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ سے کمال محبت کی یہی علامت ہے کہ محب میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جائیں۔ اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے تب تک دعوے محبت جھوٹ ہے۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہ لوہے کی وہ حالت ہے جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بن جائے۔ پس اگرچہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے۔ آگ نہیں ہے۔ مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے۔ اس لئے آگ کے صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے آگ کی طرح اس میں روشنی ہے پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے۔ کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے اور اگر اسلام اس حقیقت تک پہنچا نہ سکتا تو وہ کچھ چیز نہ تھا لیکن اسلام اس حقیقت تک پہنچاتا ہے۔ اول انسان کو چاہیئے کہ لوہے کی طرح اپنی استقامت اور ایمانی مضبوطی میں بن جائے۔ کیونکہ اگر ایمانی حالت خس و خاشاک کی طرح ہے تو آگ اسکو چھوتے ہی بھسم کر دے گی پھر کیونکر وہ آگ کا مظہر بن سکتا ہے۔ افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلی طور پر صفات الٰہیہ بندہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ:

"انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون"

یعنی تیری یہ بات ہے۔ کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ جو میرے پر نازل ہوا۔ یہ میری طرف سے نہیں ہے۔ اور اس کی تصدیق اکابر صوفیہ اسلام کر چکے ہیں۔

جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے اور عجیب تر یہ کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی یہی آیت پیش کی ہے۔ افسوس لوگوں نے صرف رسمی ایمان پر کفایت کر لی ہے۔ اور پوری معرفت کی طلب ان کے نزدیک کفر ہے۔ اور خیال

کرتے ہیں کہ یہی ہمارے لیئے کافی ہے۔ حالانکہ وہ کچھ بھی چیز نہیں۔ اور اس سے منکر ہیں۔ کہ کسی سے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالے کا مکالمہ مخاطبہ یقینی اور واقعی طور پر ہو سکتا ہے۔ ہاں اس قدر ان کا خیال ہے۔ کہ دلوں میں القاء تو ہوتا ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ القا شیطانی ہے یا رحمانی ہے۔ اور نہیں سمجھتے کہ ایسے القاء سے ایمانی حالت کو فائدہ کیا ہوا۔ اور کونسی ترقی ہوئی۔ بلکہ ایسا القاء تو ایک سخت ابتلا ہے جس میں معصیت کا اندیشہ یا ایمان جانے کا خطرہ ہے۔

کیونکہ اگر ایسی مشتبہ وحی میں جو نہیں معلوم شیطان سے ہے یا رحمان سے ہے۔ کسی کو تاکیدی حکم ہو کہ یہ کام کر تو اگر اس نے وہ کام نہ کیا اس خیال سے کہ شاید یہ شیطان نے حکم دیا ہے اور دراصل وہ خدا کا حکم تھا تو یہ انحراف موجب معصیت ہوا اور اگر اس حکم کو بجالایا اور اصل میں شیطان کی طرف سے وہ حکم تھا تو اس سے ایمان گیا:

پس ایسے الہام پانے والوں سے وہ لوگ اچھے رہے جو ایسے خطرناک الہامات سے جن میں شیطان بھی حصہ دار ہو سکتا ہے محروم ہیں۔ ایسے عقیدہ کی حالت میں عقل میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ ممکن ہے کہ کوئی الہام الٰہی ایسا ہو جیسا کہ موسیٰ کی ماں کا تھا۔ جس کی تعمیل میں اسکے بچہ کی جان خطرہ میں پڑتی تھی۔ یا جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا الہام تھا جس نے بظاہر حال ایک نفس زکیہ کا ناحق خون کیا اور چونکہ ایسے امور بظاہر شریعت کے برخلاف ہیں اسی لیئے شیطانی دخل کے احتمال سے کون ان پر عمل کرے گا۔ اور بوجہ عدم تعمیل معصیت میں گرے گا اور ممکن ہے کہ شیطان لعین کوئی ایسا حکم دے کہ بظاہر شریعت کے مخالف معلوم نہ ہو اور دراصل بہت فتنہ اور تباہی کا موجب ہو یا پوشیدہ طور پر ایسے امور ہوں جو موجب سلب ایمان ہوں۔ پس ایسے مکالمہ مخاطبہ سے فائدہ کیا ہوا؟ (دیکھو کس وضاحت سے حضورؑ نے حضرت نبی کریمؐ کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کے مقابلے میں خاتم ولایت ٹھہرایا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ کا دعوے زمرۂ انبیاء کے فرد ہونے کا نہیں بلکہ محض زمرۂ اولیاء کے فرد ہونے کا تھا۔ اور اسی دعوے سے حضور کی تمام کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ والسلام۔ از ناقل)